

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# اعترافات صحيح بخاری

يعني

حق بربان باطل

تألیف

خطیب انقلاب مولانا سید عباس ارشاد نقوی



۷۸۲

۹۲-۱۰

یا صاحب الْمَالِ اور کتبی

DVD  
Version

# لپیک یا حسین

مندر عباس  
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

## اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABEEEL-E-SAKINA  
Unit#8,  
Latifabad Hyderabad  
Sindh, Pakistan.  
[www.sabeelesakina.co.cc](http://www.sabeelesakina.co.cc)  
[sabeelesakina@gmail.com](mailto:sabeelesakina@gmail.com)

NOT FOR COMMERCIAL USE

پہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

من جانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# اعترافات صحیح بخاری

یعنی

حق بزبان باطل

تألیف

خطیب انقلاب مولانا سید عباس ارشاد نقوی

نام کتاب :	اعترافات بخاری
مؤلف :	مولانا سید عباس ارشاد نقوی
ناشر :	حسینی اکادمی
پیش کرده :	ادارہ ناصر العلوم لکھنؤ
تعداد اشاعت :	پانچ سو (500)
سنس طباعت :	فروری ۲۰۰۵ء
زیر اهتمام :	حسینی اکادمی، کاظمین روڈ لکھنؤ
طبعات زیرگرانی :	مولانا غلام حسین صدف
کمپوزنگ :	سید ممتاز علی نقوی (نجی) فون: 3262530
مطبوعہ :	اے۔ بی۔ سی آفیس پریس دہلی
ہدیہ :	25.00

### ملنے کا پتہ

شیعہ مشن، حسین مارکیٹ رستم گور لکھنؤ

فون: 2647631

عباس بک اینجنسی، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ

فون نمبر: 2647590 موبائل: 9415102990

### انتساب

اپنے والد مرحوم سید حسن ارشاد نقوی صاحب کے نام جنکی  
خاموش تربیت نے مجھکو حق اہلبیت میں بولنا سکھا دیا۔



### اظہار تشکر

میں اپنی اس کاوش کی اشاعت کے سلسلے میں میر حیدر علی  
رضوی (ممبر شیعہ پرشل لا بورڈ) مقیم بنگور اور سید شبیر علی نقوی جائسی (ر  
ممبر شیعہ پرشل لا بورڈ) مقیم بنگور کا شکر گزار ہوں۔ انہیں حضرات  
کے مالی تعاون سے یہ کتاب منظر عام پر آسکی، اللہ اہلبیت کے صدقے  
میں انکے جوش ایمانی اور انکے کار و بار میں ترقی فرمائے۔ آمین

فقط والسلام

سید عباس ارشاد نقوی

## بسم الله الرحمن الرحيم اعترافات بخاري : ایک جائزہ

کتاب خدا اپنے عنوان کے اعتبار سے ملاشیان حق کے لئے ایک مشعل راہ ہے اس کتاب کے فاضل مؤلف سید عباس ارشاد نقوی نے بڑی محنت اور جانفشنی سے ان امور کی شائدی کی ہے جہاں سے اہل حق مسلم جعفری کے عقائد و اعمال کے درست ہونے کی سند اغیار سے حاصل کر سکتے ہیں ساتھ ہی ان روایات کو بھی درج کیا ہے جس کے ذریعہ بخاری یا ان کے ہم مسلک لوگوں کے باطل پرست ہونے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ایک باہم قاری اس کتاب کے مطالعہ کے بعد بخوبی یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ جب صحیح بخاری جیسی کتاب جو تمام اہل سنت حضرات کے لئے قرآن حکیم کے بعد کا درجہ رکھتی ہے، خرافات سے بُرے ہے تو پھر یا تی عقائد، اعمال و احکام اور افعال کا خدا ہی حافظ ہے۔

تمام فرقہ ائمہ اہل سنت و اجماعت کے نزدیک صحابہ تہذیب صحیح کتاب میں معتر اور مستدر ہیں ان میں سب سے اہم درجہ صحیح بخاری کا ہے۔ چھٹی کتابوں میں (۱) بخاری شریف (۲) صحیح مسلم (۳) ترمذی شریف (۴) صحیح نسائی (۵) سنن ابن داؤد (۶) سنن ابن ماجہ، ہے۔ بعض لوگوں نے صحابہ تہذیب میں سنن ابن ماجہ کی جگہ امام مالک کی کتاب مؤطراً کو حلیم کیا ہے۔ بہر حال ہماری گفتگو کا موضوع فقط صحیح بخاری ہے، چونکہ اس بات کی شہرت ہے کہ صحیح بخاری میں تمام احادیث صحیح درج کی گئی ہیں، خود امام بخاری کا قول ہے کہ وہ حدیث لکھنے سے قبل غسل فرماتے تھے دور کھت نماز نفل پڑھتے تھے پھر استخارہ دیکھ کر حدیث نقل کرتے تھے، اس احتیاط کے باوجود اس قدر اغلاط بلکہ خرافات کا جمع ہو جانا

تا نہیں شیطانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ جمع حدیث میں قدم قدم پر امام بخاری نے مخوب کریں کھائی ہیں بے اعتبار اسناد بھی، بے اعتبار راویان بھی اور بے اعتبار متون بھی، امام بخاری کو بیان سند میں بھی تسامح ہوا، متن حدیث میں تسامح کا شکار ہیں، استنباط مسائل میں بھی تسامح کے شکار ہیں، ایسا نہیں ہے کہ یہ ہمارا الزام ہے بلکہ اہل سنت و اجماعت کے جید علماء نے مسامحات بخاری کی نشاندہی کی ہے، تفصیل کے لئے صحیح بخاری کی شروح کا جائزہ لیا جائے خاص کر ”فتح الباری شرح صحیح بخاری“، ”تصنیف حافظ ابن حجر عسقلانی“، ”عدمۃ القاری“، ”مصنف بدر الدین عینی وغیرہ۔ ان دونوں شروح کا شمار صحیح بخاری کی سب سے بہتر شروح میں ہوتا ہے۔ ظاہر ہے امام بخاری کو مسامحات کا شکار ہونا بھی چاہئے کیوں کہ بخاری کے پیشوں بھی شک کے مریض تھے، انکا شک تو خود حضور اکرم پر تھا۔

امام بخاری نے ضعیف راویوں سے احادیث لیں بلکہ مجبوں اور کذاب راویوں کو شفہ جانا ہے، امام بخاری کے تمام راویوں پر بحث کے لئے علیحدہ کتاب درکار ہے اس مختصر تحریر میں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے پھر بھی اشارہ تحریر کر دوں کہ امام بخاری کے سب سے معتبر راوی ”ابو ہریرہ“ ہیں جن کو اپنی اسانید میں امام بخاری اور ان کے ہماؤں نے معتبر سمجھا ہے ان کا یہ عالم ہے کہ بنی امیہ کی خیرات پر حدیثیں وضع کرنا انکا پیشہ ہے۔ ”ابو ہریرہ“ کے معیار کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ کسی نیم حکیم نے ”دست“ کے مریض کو مارڈالا، آپ (ابو ہریرہ) نے نیم حکیم سے رشوت لیکر فرمایا کہ ”رسول“ نے فرمایا ہے جو دستوں کی بیماری میں مرجائے وہ شہید ہوتا ہے۔ یہ ہیں وہ راوی جو امام بخاری کی نگاہوں میں معتبر ہیں اس کے علاوہ جکلو خود امام بخاری نے غیر معتبر جانا ان سے بھی

حدیثیں لیں ہیں چنانچہ امام بخاری نے اپنی کتاب "الضعفاء الصغیر" میں لکھا کہ "امم علیل بن ابیان جو ہشام بن عروہ سے روایت کرتا ہے متوفی الحدیث ہے" جسے خود متوفی الحدیث کہا اسی سے امام بخاری نے حدیثیں روایت کی ہیں اس سلسلے میں شارح بخاری ابن جر عسقلانی نے صفائی کے وکیل کی حیثیت سے توجیہ پیش کی کہ چونکہ امام علیل بن ابیان امام بخاری کے استاد تھے اس لئے ان سے حدیث و روایت کی سوال یہ ہے کہ غلط بیانی کرنے والا استاد نہیں باپ بھی ہوا تو اس سے احتیاط واجب ہے کیوں کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ "جو شخص مجھ سے جھوٹ منسوب کرے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے گا" احادیث کے ذریعہ مسائل شریعہ کا استنباط بھی اس طرح سے کیا ہے کہ مسئلہ نص سے مکارا جائے اجتہاد، نص صریح کے مقابل کھڑا نظر آئے غور کیجھ امام بخاری فرماتے ہیں کہ "دور رسول میں کتنے مسجد میں آجایا کرتے تھے اور بسا اوقات وہ مسجد میں پیشتاب بھی کر دیا کرتے تھے اور صحابہ اس پر پانی نہیں ڈالتے تھے" اب ہم اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے شارح بخاری بدر الدین عینی کی عبارت درج کر دیتے ہیں کہ "اس حدیث سے امام بخاری نے کتنے کے پیشتاب کی طہارت پر استدلال کیا ہے۔" عمدة القاری جلد ۳، صفحہ ۲۲۔ یا کتنے کا جھوٹا پاک ہونے کی کے سلسلے میں امام بخاری نے حدیث لکھی کہ "رسول اللہ نے بیان کیا کہ ایک باولا کتا کچھ چاٹ رہا تھا ایک شخص نے اسے دیکھا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر چلو سے کتے کو پانی پلایا۔۔۔ اس حدیث کے لئے ابن جر عسقلانی نے تحریر کیا کہ "مصنف نے اس حدیث سے کتنے کے جھوٹے کی طہارت پر استدلال کیا ہے۔" فتح الباری جلد اصغر ۲۸۹۔

بہر حال یہ ہے صحیح کتاب کا عالم بقیہ کا احوال کیا بیان ہو حضرات شیعہ بخاری کو معتبر نہیں جانتے کسی تعصب کی بنیاد پر نہیں بلکہ عقل و منطق کی بنیاد پر اپنے علم کی بنیاد پر جسکی بہت سی ولیمیں ہیں صرف خاتمه کلام میں ایک دلیل حاضر کر کے بات تمام کی جاتی ہے۔

شیعہ حضرات امام بخاری کی حدیثوں کے جمع کرنے کی سعی کو سعی لا حاصل تصور کرتے ہیں گو کہ امام بخاری نے بہت سے سفر کئے، جمع احادیث کے لئے بہت سے روایوں سے مل مگر جہاں سے صحیح احادیث مل سکتیں تھیں امام بخاری وہاں نہیں گئے۔

امام بخاری نے ۲۱۰ھ یا ۲۱۲ھ میں مکہ میں بخاری شریف جمع کرنے کا کام شروع کیا اس سے قبل "تاریخ کبیر" مرتب کی پھر بصرہ، بغداد اور بہت سی جگہوں کا سفر جمع احادیث کے لئے کیا، اس زمانے میں فرزند رسول حضرت امام محمد تقیٰ علیہ السلام جو عراق میں تھے ۲۲۰ھ میں شہید ہوئے پھر حضرت امام علی نقی علیہ السلام مدینہ میں ہی تھے اُسی زمانے میں امام بخاری مکہ میں لوگوں سے مل کر حدیثیں جمع کر رہے تھے اگر چاہتے تو امام علی نقی علیہ السلام سے مل کر صحیح حدیثوں کا علم حاصل کرتے یا اسکے بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ملاقات کرتے ان سے حدیثوں کا علم حاصل کرتے کیوں کہ یہ ائمہ اپنے عہد میں صاحب کرامت، ثقہ، متقی، زاہد اور عالم مشہور تھے ہر ایک نے ان کے علم و فضل کا ذکر کیا ہے پھر امام بخاری کو حب رسول کا دعویٰ بہت شدید تھا اس کا بھی تقاضہ تھا کہ خاندان رسولؐ کی وہ خصیتیں جو سیرت و کردار میں سیرت رسول کا آئینہ تھیں ان سے ملاقات ہی کر لیتے مگر امام بخاری نے ان حضرات سے کسب فیض تو درکنار ملاقات بھی

بسم الله الرحمن الرحيم  
FOREWARD

I am writing with great awe and pening a few lines with hands charged with emotion.

The great research done by Khatib-e-Inqilab Moulana Syed Abbas Irshad Naqvi is a great historical achievement. But after reading the Sunna of our prophet by the Authentic Muslim Scholars, and their salm of Islam from hundreds of years, we muslim are confused in search of sunna of our beloved Prophet Mohammed(s.a.w.a.s). Which rises a question for e.g. whether are our beloved prophet Mohammed (s.a.w.a.s) was the follower of mussallah's shown by Imam Maliki, Imam Shafayee, Imam Hanafi or Imam Hambali, who came hundred of years after the sad demise of our beloved prophet?

This book "AETRAF-e-BUKHARI" throws light on the right sunnat of Rasool, which was changed from the very next day of the sad demise of prophet Mohammed (s.a.w.a) SAQIFA.

As this book "AETRAF-e-BUKHARI" is the key which unlock the hidden mysteries of hadees in "SAHEE BUKHARI" which was written by Mohd ibne Ismayeel Bukhari, which is wrongly misguiding, and was forwarded by their religious scholars which ultimately leading them away from the real sunna. More so ever they also lost their real meaning & identity of sunni which still prevails today in there society.

In conclusion after reading this book "AETRAF-e-BUKHARI" I appeal to all the muslim world to go through their book "SAHEE BUKHARI" which was written by 'Mohammed ibne Ismayeel Bukhari' and look into the real facts of Islam.

As Khatib-e-Inquilab Moulana Sayed Abbas Irshad Naqvi in his book clearly states out without any difficulties make the research scholars and general public to probe into the anal of history, and search the right path. Which was wrongly forwarded by their muslim religious scholars.

**Habib Yusuf Naseer**  
Secretary  
**All India Idara-e-Tahaffuz-e-Hussainiyat**

گوارہ نہ کی۔ پس جو شخص خانوادہ رسالت کو غیر معتبر سمجھے انکا احترام نہ کر سکے ان سے آثار رسول نہ حاصل کر سکے، ہم رسول اللہ کے کلمہ گواں شخص کو کس طرح معتبر و محترم سمجھ سکتے ہیں اسکی تصانیف کو کیسے لائق اعتماد مان سکتے ہیں۔۔۔۔۔ امام بخاری نے حکومت کی بخشش پر پلنے والے ضمیر فروش علماء سے جھوٹی حدیثوں کو جمع کر کے صحیح بخاری کی تدوین کی مگر اس جھوٹ کے پلندے میں بھی کچھ بھی حدیثیں بھی جمع ہو گئیں ہیں اسی کو کہتے ہیں کہ حق سرچڑھ کر بوتا ہے، اسی کی طرف امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے اشارہ کیا ہے کہ ”کوئی باطل اس وقت تک تیار نہیں ہوتا جب تک اس میں تھوڑا حق نہ شامل کر لیا جائے“۔ یہی حال صحیح بخاری کا بھی ہے۔

خدا اسلامت رکھے مولانا عباس ارشاد نقوی کو کہ انہیوں نے باطل کے اس ڈھیر میں پوشیدہ حق کے گوہروں کو تلاش کیا اور باطل کی احتمانہ روایات کو بھی اجاگر کیا تاکہ تحقیق کام کرنے والوں کو ایک ہی جگہ سب روایات دستیاب ہو جائیں اور وہ مزائل بخاری میں حق تلاش کرنے کی زحمت سے نجی جائیں۔ خدا ان کی اس محنت اور کاوش کو قبول فرماتے ہوئے ان کے علم میں اضافہ فرمائے اور ان کو اس طرح کے کاموں کو اور کرنے کی توفیق

فقط

خاکیاۓ شاہ نجف

سید غلام حسین زیدی صدف

## ثوابِ صواب

روح الملک،

سید علی ناصر سعید عبقاتی

عرف آغارو حی

عزیزم مولانا عباس ارشاد نقوی نے منبر سے دشمنان ائمہ معصومین و شہداء کے  
کربلا علیہم السلام کے خلاف اپنی حیثیت منوالی جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ مخالفین عزما  
موصوف کی مخالفت میں منہمک ہیں۔

اب انہوں نے اس کتاب کو درایت کا فہرست کذب و صداقت کی فرنگ کا  
حیویٰ دیا ہے جسے خدا کی کتاب کے بعد دنیا کی سب سے زیادہ صحیح کتاب کہا جاتا رہا ہے۔  
علامہ صدف جو پوری نے تفصیلی مقدمے میں بہت باریک نگاری کی ہے جو  
کتاب فہمی میں بیحد مددگار ہے۔

عباس ارشاد میری پھوپھی زاد، ہن اور سرکار ناصر الملک کی بڑی نواسی کے  
فرزند ہیں میں تعارف و تعریف کروں۔؟ یہ مناسب نہیں ہے، بہر حال نگارش صحیح بخاری  
کے بعد یہ صاحبان ذوق سلیم کے لئے اپنی نویعت کے اعتبار سے پہلا تھا ہے۔

گر قبول افتاد در اہل نظر  
ایں شمر اندر شمر اندر شمر

علی ناصر سعید عبقاتی

عرف آغارو حی

۲۰۰۳ کی اختتام کی پانچویں رات،

(بوقت دس بجکر بیس منٹ)

کتب خانہ ناصریہ شاستری گرگھنہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحيم

## اظہارِ خیال

حجۃ الاسلام مولانا ظہیر احمد خان افتخاری

### خوشنتران باشد کہ سر دیگران گفتہ آید در حدیث دیگران

موجودہ دور میں مدارس اور علمی درسگاہیں شخصی اور خاندانی جا گیریں بن گئی ہیں نا  
اہل اور ناخواندہ مولوی زادوں کو مدرسوں کی بالگذروں سونپی جا رہی ہے۔ کتب خانہ اُجڑ  
رہے ہیں اور علم و ادب کی مندیں ویران ہو رہی ہیں درس گاہوں میں جاہل مدرسین کو  
اہمیت دی جا رہی ہے فقہ و حدیث و تفسیر اور کلام و مناظرہ کو قصہ ہائے پار یہ کتاب نام دیا جا  
رہا ہے علمی و تاریخی اور مذہبی بحثوں کو وقت کی بر بادی اور اوقات کا ضیاع تصور کیا جا رہا  
ہے دینی و مذہبی درس گاہوں سے خاطر خواہ صاحبان قلم نہ کے برابر وجود میں آرہے ہیں  
 بلکہ ہر شخص صرف اور صرف زبان و بیان سے سے ہی خدمت دین و دنیا کرنا اپنا فریضہ سمجھ  
 رہا ہے ایسے حالات میں جو حضرات لکھ رہے ہیں یا ترجمہ کر رہے ہیں وہ بھی زیادہ مطمئن  
 نہیں ہیں کیونکہ انکی تحریریں یا تو زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو پاتیں یا پھر چھپنے کے بعد نہ  
 نہیں ہو پاتیں ہیں اس وجہ سے اہل قلم کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں ایسے حالات میں  
 کسی اچھے خطیب و مقرر کا تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم رکھنا یقیناً لا اُن مرح و ثنا ہے  
 وہ بھی ایسی کتاب کا تالیف کرنا جسمیں کلام باطل سے حق کو نکال کر کیجا کرنا ایسا ہی ہے جیسے  
 اندھیرے میں سوئی کاڈھنڈ نکالنا ہے۔ ”اعترافات بخاری“ ایسی ہی ایک گراں قدر قابل

فی فخر تالیف ہے جسکو برادر مولانا عباس ارشاد صاحب نقوی نے ترتیب و تحریر فرمایا ہے۔ یہ تالیف مولائے کائنات کے قول کے مطابق ہے ”خدمات صفا و دع ماکدر“۔  
جو بہتر ہواں کو لے لو اور جو خراب ہواں کو چھوڑ دو، کو مد نظر رکھتے ہوئے منصہ شہود پر لائے ہیں۔ موصوف نے اس کتاب کو تالیف کر کے یہ واضح کر دیا ہے کہ چاہے جتنا فضائل اہل بیتؑ کو چھاٹ کر نکالا جائے یا حق کو چھپایا جائے پھر بھی دشمنان اہل بیتؑ کی کتابوں میں فضائل دیے ہیں باقی موجود ہیں جیسے کوئی کی کان میں ہیرا، کانٹوں کے نیچے میں گل تر، یا شام کی تاریکی میں مجان علی و سادات۔ اسی لیئے پیغمبرؐ نے فرمایا تھا ”الحق یعلیٰ ولا یعلو علیہ، حق سب سے اوچا کیا گیا ہے حق سے کوئی بلند نہیں ہو سکتا۔

برادر مولانا عباس ارشاد صاحب کی یہ پہلی تالیف ہے اس میں آپ نے وہی طرز تحریر اختیار کیا ہے جو آپ کے بزرگان خاندان مفتی محمد قلی صاحب و صاحب عبقات الانوار سے لیکر سعید الملکت مولانا محمد سعید صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ نے اختیار کیا تھا کیونکہ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا ہے: ”رد الحجرہ من حيث جاء فان الشرا لا يدفعه الا الشر“ جدھر سے پھر آئے اسی طرف اس کو والپس چینک دو کیونکہ شر کا جواب شر سے دیا جاتا ہے۔ خدا موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور آئندہ اس سے بہتر تصنیف و تالیف منظر عام پر لائیں۔ آمین یا رب العالمین۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْمُطَهِّرِ

خادم الشریعۃ المطہرہ

ظہیر احمد خان افتخاری

ادارہ شیعہ مشن، رستم گر، کھنڈو

## عتراف حق

میرے پیارے دوست و عزیزم محترم جناب سید عباس ارشاد صاحب المعروف ”خطیب انقلاب“ کی یہ سمجھی آپ کے ہاتھوں میں ہے اب یا آپ کے اوپر ہے کہ آپ اس کو پڑھنے کے بعد اعتراف حق کرتے ہیں یا نہیں؟ میں پڑھتے وقت اتنا ضرور خیال رہے کہ سورہ مدثر کی یہ آیت شریف ”وَكَنَا خُوضُ مَعَ الْجَاهِيْصِينَ“ ہر صاحب ایمان کے لئے صاف اشارہ ہے کہ ذات، دولت اور اغراض کی بنیا پر مصلحت پسندی، صحیلہ اعمال کو بارگاہ پروردگار میں قبولیت سے محروم رکھتی ہے رشتہ داریاں، عیش و عشرت، دوست و عزیز جب ساتھ چھوڑتے ہیں تو فقط ایمان ہی سہارا ہوتا ہے اور اگر ایمان ہی بے ایمان ہو جائے تو جہنم کی دہنی ہوئی آگ ”لَا تَقْرَبُوا لَذَّرَ“ کا منظر پیش کرتی ہے۔

اسلام، رشتہ داریوں، اپنے محبوب کے ساتھیوں اور دوستوں سے محبت کا ہی نام نہیں ہے بلکہ ان میں جو حق ہیں بس وہ حق ہیں اور جو باطل ہے وہ باطل ہے، افسوس ذہن مسلمان پر کہ اس نے اسلام کو اپنے پرائے میں باخت دیا ہے جب کہ نبی گریم علیؐ ثبوت دے چکے ہیں کہ سبب محبت ایمان ہے رشتہ داری نہیں۔ جیش کا رہنے والا بلاں، فارس کا رہنے والا اسلامؑ اعلان حق کے طرفدار ہیں تو اپنے ہیں اور اگر پچھا طرفدار حق نہ ہو تو ”تبت یہ ابی لھب“ کا مستحق ہو گا۔ آپ خود سوچئے کہ قاتل اور مقتول، ظالم اور مظلوم ایک ہی جیسے ہو گئے تو پھر اللہ کیا اور اس کا قانون کیا؟

برادر محترم علامہ عباس ارشاد صاحب قبلہ نقوی کی اس بہترین کوشش پر سر اپا تقدیر سید حسن ظہیر کے ڈپرول مسلم۔

فقط

والسلام

غلامان احلییت

سید حسن ظہیر رضوی

مفتي گنج کھنڈو

## تاشرات از خطیب آل محمد مولانا میشم زیدی

تاریخ گواہ ہے کہ حقیقی دین اسلام یعنی مذہب حضرات محمد وآل محمد کی حقانیت فقط قرآن اور حدیث کی روشنی میں تحریر کردہ علمائے حق کی کتابوں سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ اغیار کی تحریروں کے درمیان بھی روشن و منور نظر آتی ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ صحابہ کی فضلوں کے درمیان مذہب اہل سنت کے قلعہ میں شیعیت کی صداقت کچھ اس طرح نظر آتی ہے جیسے قصر فرعون میں موسیٰ پروردش پاتے نظر آتے ہیں۔

اہل سنت کے نزدیک معتبر ترین کتاب ہے وہ "صحیح بخاری" کہتے ہیں کو پڑھکر جہاں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ سرکش بندہ کفر مکروہ فریب سے کام لیکر جھوٹ کو صحیح اور صحیح کو جھوٹ ثابت کرنے کی کوشش کر سکتا ہے وہی اللہ کی قدرت کاملہ پر بھی یقین میں اور اضافہ ہوتا ہے کہ وہ جب چاہے جہاں چاہے حق کو ظاہر کر سکتا ہے، اور صحیح کو جھوٹ اور جھوٹ کو صحیح سے الگ کر سکتا ہے۔

ہمارے بھائی خطیب انقلاب مولانا سید عباس ارشاد نقی صاحب نے اس نکتے کو ذہن میں رکھ کر بخاری کا مطالعہ کیا اور بخاری میں جوروایات اثبات حق اور ابطال باطل کی صورت میں نظر آئیں میں ان کو جمع کیا اور ان سے جو نتیجے برآمد ہوئے اس کو تحریر کیا اور اس طرح "اعترافات بخاری" کے نام سے یہ کتاب مرتب ہوئی۔

اس کتاب یعنی "اعترافات بخاری" کو پڑھکر ایسا محسوس ہو گا کہ بخاری کے شکم سے کچھ حقائق اس طرح باہر آتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسے ابو تقافہ کے بیٹے کے گھر سے

حضرت محمد اُبن ابی بکر برآمد ہوتے نظر آئے۔  
امید قوی ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے حق کا بازار چڑھتا نظر آئے گا اور باطل کا بخارا تر تا نظر آئے گا۔  
آخر میں حضرات محمد و اہلبیت محمد گوپی معرفت کا ذریعہ اور اپنی قدرت کامل کا مظہر قرار دینے والے اللہ سے انہیں حضرات کے واسطے سے میں دعا گھوں کہ مولا نا سید عباس ارشاد صاحب اسی طرح اپنی بے مثل تقریروں اور لا جواب تحریروں سے خدمت دین کرتے رہیں اور ہر بلا و مصیبت سے محفوظ رہیں۔

فقط  
حسن مقی میشم زیدی

## تاثرات ازمولانا رحمت حسین نقوی صاحب

یقیناً یہ مجرہ اہل بیت علیہم السلام اور قدرت معبود کا مظہر ہے جو دشمنان اہل بیت کی زبان اور قلم سے تائید حق اہل بیت اور تردید دشمنان اہل بیت کا اظہار ہوتا ہے چنانچہ "صحیح بخاری" جیسی دشمنی آل محمد میں لکھی جانے والی کتاب سے بھی یہی مظاہرہ ہوتا ہے، برادرم عباس ارشاد صاحب نے اسی مجرہ آل محمد علیہم السلام کو ثابت کرنے کے لئے اعتراض صحیح بخاری جیسی کتاب مرتب کی ہے جس میں ان روایتوں کا ذکر ہے جو تائید حق اور تردید باطل کرتی ہیں حالانکہ یہ بات بھی ذہن نشیں رکھنا چاہئے کہ جب سے ہمارے علماء نے اس طرح سے حق کو ثابت کرنا شروع کیا تو بہت تیزی کے ساتھ صحیح بخاری اور اس جیسی دیگر کتابوں میں ترجموں کے ساتھ تبدیلیاں کی جانے لگیں چنانچہ اصل صحیح بخاری اور موجودہ صحیح بخاری میں کافی فرق ہے، بہت سی احادیث ہٹا دی گئیں ہیں اور مسلسل تحریفات ہو رہی ہیں یہ اعتراضات بخاری بھی تحریف شدہ صحیح بخاری کی مدد سے تحریر کی گئی ہے اصل صحیح بخاری میں بہت ہی کچھ ہے لیکن اصل بخاری کے بجائے تحریف شدہ بخاری کی مدد سے اس کتاب کو لکھنے جانے کا مقصد یہی ہے کہ تحریف کے باوجود بھی حق کو چھپایا نہیں جاسکتا۔ اللہ اہل بیت کے صدقہ میں مولانا عباس ارشاد صاحب کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ آمین

فقط

مولانا رحمت حسین نقوی

## تاثرات نینب مشن

اس کتاب پچھے میں فضائلِ محمد و آل محمد کا بیان اس گروہ کی کتاب کے حوالے سے کیا گیا ہے جس نے فضائلِ ائمہ کو چھپا نے اور اپنے پیشواؤں کے جھوٹے فضائل کو بڑھانے میں عظمت و قدس رسالت کا بھی کوئی خیال نہ رکھا۔ اس گروہ کی سلطنتوں نے اہل بیت کی فضیلتوں کو چھپا نے کے لئے حق بیان کرنے والوں کے سر قلم کروائے، سولی پر چڑھوایا، زبانیں کاٹیں اور زندانوں میں رکھ کر ان کی تحریر اور تقریر کو ظلم سے دبایا۔

اس تالیف کو دیکھنے کے بعد یہ بات صاف ظاہر ہے کہ حق بات میں اتنی طاقت ہے کہ خود حق پوشوں کی زبان پر آئے بغیر نہیں رہ سکتا اور پھر ان فضائل کا کیا کہنا جن کی گواہی دشمن سے مل جائے اور مخالفین کی اس نفرین اور خامیوں کا کیا مقابلہ جوان کے معتقدین کے قلم سے خود اپنے پیشواؤں کے لئے عمداً یا سہواً نکلی ہوں۔

ہم ارکین ادارہ دعا کرتے ہیں کہ اس طرح کی تالیفات اور تقاریر کے ذریعہ حق کو ظاہر کرنے والوں اور بگڑے عقائد کو درست کرنے والوں کے قلم اور زبان میں پروردگار عالم ائمہ معصومین کے صدقہ میں اور زیادہ طاقت عطا فرمائے۔ آمین

فقط

ارکین آل ائمہ نینب مشن

## پیش لفظ

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: ”زندگی عقیدے کے جہاد کا نام ہے۔“ سرکار سید الشهداء کے اس قول کے بعد زندہ وہی ہے جو عقیدے کے لئے مصروف جہاد رہے۔ جہاد صرف تلوار کے ذریعہ نہیں ہوتا بلکہ ایک جہاد بالسان ہے یعنی زبان کے ذریعہ جہاد اور ایک جہاد بالقلم ہے یعنی قلم کے ذریعہ جہاد۔ بی بی فاطمہ زہرا کا صدقہ ہے کہ ان کے لال کے ذکر کے طفیل میں جہاد بالسان کر رہا ہوں، مگر اس زبان کے جہاد میں، جہاد بالقلم کی ضرورت بھی لازمی تھی۔ اکثر و پیشتر موضع ایسے آئے اور آتے رہتے ہیں جب مدد مقابل نے کتابوں کے حوالے مانگے چنانچہ اسی سلسلہ میں ایک اہل حدیث عالم دین جو ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فارغ ہیں اور لکھنؤ کی ہی ایک مسجد کے امام جمعہ ہیں ان سے بحث ہوئی، (جواب بطیفیں آل محمد شیعہ ہیں مگر مصلحت کی بنابر ترقی کے عالم میں ہیں) میں اپنی حقانیت کے ثبوت دیتا رہا مگر ان کی ضدیت یہ تھی کہ بخاری شریف میں دکھائیے، مجھے بخاری کی تینوں جلدیں خریدنا پڑیں اور میں نے ان سے بحث کے لئے جب بخاری شریف کا مطالعہ کیا تو صحیح بخاری میں موجود مוואہ حق اسی طرح نظر آیا جیسے دربار فرعون میں حضرت موسیٰ۔

یہ صرف اور صرف مظلومی آل محمد کا مجرہ اور انتظامِ قدرت ہے کہ وہ کتاب جس کی بنیاد عداوتِ اہل بیت علیہم السلام پر قائم ہے اسی کتاب میں تلاشِ حق کرنے والوں کے لئے اشارے ہی اشارے ہیں۔ صحیح بخاری کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں

کہ بخاری کی تالیف کا مقصد ہی لوگوں کو درِ اہلیت سے دور کرنا اور دشمنانِ اہلیت سے قریب کرنا ہے۔ مگر اللہ نے اسی کتاب کے مؤلف کے ہاتھوں سے اسی طرح حق لکھوا لیا جس طرح کئی موقع پر کفار تک سے اقرارِ حق کروایا ہے۔ بہر حال بخاری میں بہت کچھ ہے لیکن سب سے بڑی پریشانی یہ ہے کہ مجھے جیسے لوگوں کے لئے یہ ڈھونڈھنا کہ بخاری شریف میں کون سی روایت کہاں ہے، بہت دشوار کرن ہے کیوں کی اس کتاب میں بخاری نے باب کچھ قائم کئے ہیں اور اس میں با تین کچھ اور لکھ دی ہیں، مثال کے طور پر دوسری جلد میں کتاب مناقب ہے، یعنی وہ حصہ جس میں فضائل کا بیان ہے، اگر مجھے جیسا کوئی فہرست مظاہین دیکھ کر کتاب مناقب کو پڑھے گا تو وہ مایوس ہو جائے گا کیوں کہ اہلیت کے مناقب کے نام پر بہت ہی مختصر سا بیان وہاں موجود ہے۔ اور پہلی جلد کی کتاب الاذان میں جہاں نماز کا ذکر ہے وہاں بہت سی روایات موجود ہیں جو مولانا علی کی عظمت پر دلالت ہیں۔ مختصر یہ کہ بخاری میں مضامین ڈھونڈھنا بہت ہی دشوار گزار ہے۔ اسی سبب میں نے سوچا کہ کیوں نہ ایک ایسی کتاب تحریر کی جائے جس میں تلاشِ حق کرنے والوں کی ایسی رہنمائی ہو جائے جس سے وہ با آسانی ”بخاری شریف“ کی ان روایات تک پہنچ جائیں جن کے حوالے اکثر و پیشتر دئے جاتے ہیں۔ اسی خیال نے مجھے آمادہ تالیف کیا ورنہ کہاں تالیف اور کہاں میں۔

اس کتاب کو تالیف کرنے کے بجائے محمد ابن اسحیل بخاری کی کتاب ”صحیح بخاری“ کی روایات کے بازار کا، ایک ایسا گائیڈ کہنا زیادہ مناسب سمجھتا ہوں جو اس چور بازار میں لئے ہوئے مالِ حق تک پہنچا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح ہو جائے

کہ میں نے جس "صحیح بخاری" کی رواتوں کو پیش کیا ہے وہ کسی شیعہ ناشر کی نہیں ہے بلکہ فرید بک ڈپو پرائیویٹ لائیبیری، ۳۲۲ میاں محل، اردو مارکیٹ، جمع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶ سے شائع ہوئی ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی اہل سنت والجماعت کے مولوی مولانا اختر شاہ جہاں پوری نے کیا ہے۔ لہذا اب اس میں کوئی شک نہ کرے کہ یہ شیعوں کی اپنی بنائی ہوئی روایات ہیں۔ مکمل طور پر کتاب اہل سنت کی، ترجمہ اہل سنت کا اور ناشر بھی اہل سنت حضرات کا ہے، صرف اور صرف ان روایات کو بچ کر کے پیش کرنے کا جرم اس حقیر فقیر در امیر المؤمنین کا ہے۔

آخر میں میں ان تمام افراد کا بہت مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف میں میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ ان میں خاص طور پر سرکار روح الملک جناب مولانا آغا روّی صاحب قبلہ، مولانا صدف جو پوری صاحب، محترم جناب مولانا ظہیر احمد افتخاری صاحب قبلہ، مولانا حسن مقی المعرفہ میتم زیدی صاحب، مولانا رحمت صاحب، مولانا سقیلین عابدی، مولانا حسن ظہیر صاحب، مولانا حسن جعفری صاحب، وصی الحسن صاحب ایڈو کیث، حبیب یوسف ناصر محبی کے ساتھ ساتھ سید ممتاز علی نقوی المعروف نجی صاحب جنہوں نے بہت ہی دل جوئی کے ساتھ اس کتاب کی کپوزنگ کی ہے۔ ان سب افراد کے علاوہ میں سب سے زیادہ مشکور ہوں جناب میر حیدر حسین رضوی (مقیم بنگلور) اور سید شبیر علی نقوی جائسی (مقیم بنگلور) کا جنہوں نے اس کتاب کے اخراجات کی ذمہ داری لیکر مجھے اس کتاب کی تالیف کا حوصلہ دیا۔

اور آخر میں اس دعا کے ساتھ اس کتاب کو مؤمنین کرام کی خدمت میں پیش کر رہا

ہوں کہ پروردگار میری اس چھوٹی سی کوشش کو قبول فرمائے اور رسول و آل رسول اور شہداء کر بلا خصوصاً باب الحوانج حضرت عباس علیہ السلام کے صدقے میں اُن بھی کے کاروبار میں ترقی دے اور ان کے اہل و عیال کو ہر بلا و آفت سے محفوظ رکھے جنہوں نے اس کتاب کی تالیف میں تعاون کیا اور آخرت میں ان سب کو شفاعت زہر انفیب ہو۔

سید عباس ارشاد نقوی

نیا نجف روڈ، رستم نگر لکھنؤ

فون: 2647527

موباہل: 9838563072

(۱): ”معاذ اللہ رسولؐ کو علم نہیں تھا کہ وہ رسولؐ بن گئے۔“

﴿کتاب وحی، جلد ۱، باب ۱، حدیث ۳، صفحہ نمبر ۹۵﴾

”عائشہ فرماتیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلے وحی اتنا شروع ہوئی وہ اچھے خواب ہوتے تھے۔ جب کبھی وہ خواب دیکھتے تو وہ صحیح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا پھر آپ خلوت پسند بنتے گئے اور غار حرام میں قیام کرنے لگے وہاں کئی راتیں عبادت میں بُر کرتے یہاں تک کہ گھر آنے کا خیال آتا۔ کھانے پینے کا سامان لے جاتے پھر جب وہ سب ختم ہو جاتا تو حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے اور تو شے لے جاتے، حتیٰ کہ اسی غار حرام میں قیام کے دوران آپ پر وحی کا نزول ہوا۔ فرشتہ آیا اور اسے کہا پڑھئے، آپ فرماتے ہیں میں نے کہا میں پڑھا ہوں ہیں، آپ فرماتے ہیں فرشتہ نے مجھے زور سے بھینچا کی میری طاقت جواب دے گئی پھر مجھے چھوڑ اور کہا پڑھئے، میں نے کہا میں پڑھ دینے لگی پھر مجھے چھوڑ اور کہا پڑھئے، میں نے کہا میں پڑھا ہوں ہیں، اسے پھر مجھے پکڑا اور تیسری بار مجھے دیوچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھا اپنے رب کے نام سے جسے انسان کو جسے ہوئے خون کے لٹکھرے سے پیدا کیا، پڑھ اور تمہارا رب بڑی عزت والا ہے۔ رسول اللہ نے ان آیات کو دو ہرایا اور آپ کا دل کا نپ رہا تھا، آپ حضرت خدیجہؓ بنت خویلہ (ام المؤمنین) کے پاس آئے اور فرمایا مجھے کمبل اڑھادو، انہوں نے کمبل اڑھادیا، حتیٰ کہ آپ کا خوف جاتا رہا، حضرت خدیجہؓ لو سارا واقعہ سنایا اور فرمایا میری جان خطرے میں ہے

حضرت خدیجہؓ نے کہا ہرگز نہیں، خدا کی قسم اللہؐ بھی آپ کو رسوانیں کرے گا، آپ صدر حی کرنے والے، کمزوروں کا بوجھ اٹھانے والے، بتا جوں کے لئے کمانے والے، مہماں نوازی کرنے والے، راہ حق میں مصائب سنبھے والے ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کو لے کر ورقہ این نوفل کے پاس گئیں جو سیدہ خدیجہؓ کے چچازاد بھائی تھے، جاہلیت کے دنوں میں نظر انی ہو گئے اور ابرانی میں کتاب لکھا کرتے تھے، چنانچہ انجل سے ابرانی میں لکھتے جتنا اللہ تعالیٰ ان سے لکھوانا چاہتا، ورقہ بہت بوڑھے اور نابینہ ہو گئے تھے، حضرت خدیجہؓ نے کہا میرے چچازاد! اپنے بھتیجے محمدؐ کی بات سنو، ورقہ نے آپؐ سے دریافت کیا، برادر ذادے! تم کیا دیکھتے ہو؟ آپؐ نے جو کچھ دیکھا سنا وہ سب پیان کر دیا، ورقہ نے آپؐ سے کہا یہی وہ ناموں ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر اتارا کاش میں جوان ہوتا، کاش میں زندہ رہتا، جب آپؐ کی قوم شہر بر کر دے گی۔ رسولؐ نے سن کر فرمایا کیا مجھے میری قوم نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا ہاں! جو پیغام آپؐ لے کر آئیں ہیں، ایسا پیغام جب بھی کوئی لایا اس سے عداوت بڑھتی گئی اگر میں آپ کا زمانہ پاؤں تو آپ سے پوری طرح تعاون کروں گا۔ پھر کوئی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ ورقہ انتقال کر گئے اور وحی کا نزول بھی کچھ دنوں کے لئے بند ہو گیا۔ ابن شہاب، جابر ابن عبد اللہ انصاری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے وحی کی بندش کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ”میں ایک بار جا رہا تھا تو آسمان سے ایک آواز سنی اور دیکھا تو وہی فرشتہ تھا جو غار حرام میں میرے پاس آتا تھا، آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا تھا، میں اسے دیکھ کر خوف زده ہو گیا اور واپس گھر چلا آیا، میں نے کہا مجھے کمبل اڑھادو، مجھے کمبل

اڑھادو، رب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”اے کمبل پوش پیغمبرؐ! اور لوگوں کو ڈراؤ، اپنے رب کی عظمت بیان کرو، اپنے لباس کو صاف ستر ارکھوا اور بتؤں سے الگ رہو۔ پھر وہی کا سلسلہ تیز تر ہو گیا اور مسلسل آنے لگی۔

**نتیجہ:** ”صحیح بخاری“ کی اس روایت کو پڑھنے کے بعد نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ:

(۱) معاذ اللہ رسولؐ کو جریل زور زور سے دبا کر زبردستی پڑھنے کو کہہ رہے ہیں۔ ایک طرف قرآن کہہ رہا ہے کہ ”دین میں کوئی جرنیں ہے“، دوسری طرف دین پھو نچانے والے نبی پر ہی جبر ہو رہا ہے۔

(۲) اس روایت سے دوسری بات یہ سامنے آ رہی ہے کہ معاذ اللہ رسولؐ کو رسالت ملنے کی وجہ سے جان خطرے میں نظر آ رہی ہے اور ان کو علم ہی نہیں کہ وہ رسول بن گنے ہیں اور اس پر سے تماشہ یہ کہ ایک عیسائی اُنکی نبوت کی تصدیق کر رہا ہے۔ ایک طرف قرآن میں حضرت عیسیٰ اپنی نبوت کا اعلان آغوش مادر میں کر رہے ہیں دوسری طرف قرآن لانے والے کی نبوت کا اعلان ایک عیسائی کر رہا ہے۔

اس روایت میں ایک یہ بھی منظر ہے کہ معاذ اللہ نبی فرشتہ کو دیکھ کر ڈر گئے اور گھر میں چل آئے جبکہ قرآن میں اسی ڈرنے والے کو ڈرانے والا بتایا جا رہا ہے۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ نبی کا ڈر جانا کچھ بزرگوں کے ڈر کو جائز بنانے کے لئے گزٹھا گیا ہے۔

## (۲): ”معاذ اللہ رسولؐ گناہ گار تھے۔“

﴿جلد. ۱، کتاب الایمان، باب. ۱۳، حدیث. ۱۹، صفحہ ۱۰۵﴾

”عائشہ فرماتیں ہیں جب کبھی رسول اللہ لوگوں کو اپنے کاموں کا حکم دیتے تو ایسے اعمال بتاتے جنہیں وہ با آسانی کر سکتے تھے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کی طرح تو نہیں جتنے اگلے پچھلے گناہ خدا نے معاف کر دئے اس پر آپ ناراض ہوئے حتیٰ کہ آپ کے چہرے پر غصہ کے آثار ظاہر ہونے لگے پھر آپنے فرمایا میں تم سب سے زیادہ خدا ترس اور اس کا جانے والا ہوں۔“

**نتیجہ:** اس روایت سے معاذ اللہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی مصوم نہیں گناہ گار تھے اور ان میں اور امت میں یہی فرق تھا کہ ان کے گناہ اللہ نے معاف کر دئے تھے۔

## (۳): ”پرده عمر کی وجہ سے واجب ہوا۔“

﴿جلد. ۱، کتاب الوضو، باب. ۱۰۸، حدیث. ۱۴۶، صفحہ ۱۵۵﴾

”عائشہ فرماتیں ہیں کہ ”رسولؐ کی ازواج رفع حاجت کے لئے رات کو مناصع کی طرف جاتیں تھیں (مناصع کا مطلب کشاہدہ میلائے)۔ عمر رسولؐ سے کہا کرتے تھے کہ اپنی ازواج کو پردے میں بٹھائیں لیکن آپؐ ایسا نہیں کرتے۔ ایک رات عشاء کے وقت زوجہ رسول سودہ بنت ذمہ درفع حاجت کے لئے تکلیں آپؐ و راز قدورت تھیں، عمر نے اس خیال سے کہ پرده کے احکام نازل ہوں، پکار کر کہا سودہ! ہم نے آپؐ کو پہچان لیا تب اللہ تعالیٰ نے پرده کے احکام نازل فرمائے۔“

(7): ”پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا سببِ عذاب ہے۔“

﴿ جلد ۱، کتاب الوضو، باب ۱۵۲، حدیث ۲۱۳، صفحہ ۱۷۵﴾

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں رسول اکرم مدینہ یا مکہ کے باغات سے گزرے تو آپ نے دو انسانوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا، آپ نے فرمایا ان پر عذاب ہو رہا ہے لیکن کوئی بڑے گناہ میں نہیں، فرمایا ان میں سے ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرتا تھا اور دوسرا چغلیاں کھاتا تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ منگائی اس کے دو ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں قبروں پر رکھ دیا، میں نے عرض کیا رسول اللہ یا آپ نے کس کے لئے کیا؟ فرمایا (امید ہے) جب تک یہ سربراہ رہیں گی عذاب میں بھی کمی ہوتی رہے گی۔“

نتیجہ: اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا عذاب کا سبب بنتا ہے اب اس کے آگے کی روایت پڑھئے اور نتیجہ نکالئے۔

(8): ”معاذ اللہ رسول کھڑے ہو کر یہ عمل انجام دیتے تھے۔“

﴿ جلد ۱، کتاب الوضو، باب ۱۶۳، حدیث ۲۲۹، صفحہ ۱۷۸﴾

”خذیفہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کسی قوم کی کوڑی (جہاں کوڑا کر کٹ ڈالا جاتا ہے) پر تشریف لائے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا، پھر پانی منگایا، میں پانی لایا اور آپ نے وضو کیا۔“

نوت: اسی مضمون کی دو اور روایتیں باب ۱۵۹ اور باب ۲۰ اپر بھی ہیں۔

نتیجہ: اس سے پہلے والی روایت سے ثابت ہے کہ جو پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا اس پر عذاب ہوتا ہے۔ اور اس روایت میں (جو بھی اوپر گزری) معاذ اللہ ثابت کیا گیا ہے کہ خود رسول کھڑے ہو کر یہ عمل انجام دیتے تھے۔

اللہ جانے امام بخاری، ان روایتوں کے ذریعہ کیا ثابت کرنا چاہتے تھے؟

(9): ”روایتِ عائشہ کے آئینہ میں احترامِ رسول۔“

﴿ جلد ۱، کتاب الوضو، باب ۱۶۲، حدیث ۲۲۶، صفحہ ۱۷۸﴾

”عائشہ فرماتیں ہیں کہ میں رسول اللہ کے کپڑے کی جنابت کو دھوڈا لتی پھر آپ نماز کے لئے نکلتے اور پانی کی تری آپ کے کپڑوں پر باتی ہوتی۔“

(10): دوسری روایت

﴿ جلد ۱، کتاب الوضو، باب ۱۶۳، حدیث ۲۲۹، صفحہ ۱۷۸﴾

”عائشہ فرماتیں ہیں کہ میں رسول اللہ کے کپڑے سے منی دھوڈا لتی پھر بھی اسکا ایک دھبہ یا کئی درجتے دیکھتی۔“

نتیجہ: معاذ اللہ، اللہ معاف فرمائے ان روایتوں سے اہل فکر کیا نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ اس اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ اگر عام آدمی کے کپڑوں پر اس طرح کے نشانات ہوں تو وہ نشست میں بیٹھنے سے کتراتا ہے اور بقول عائشہ معاذ اللہ رسول خدا اس عالم میں نماز

کے لئے نکلتے تھے۔ ان روایتوں کو پڑھنے کے بعد ان روایتوں کی بیان کرنے والی کی شرم و حیا کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے۔

(11): ”ابو ہریرہ کی روایت اور کردارِ موسیٰ والیوب“

﴿ جلد ۱، کتاب الغسل، باب ۱۹۳، حدیث ۲۷۲، صفحہ ۱۹۲ ﴾

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا بنی اسرائیل والے برہنہ (ننگ) ہو کر غسل کیا کرتے تھے، لیکن موسیٰ اکیل غسل کرتے تھے بنی اسرائیل بولے خدا کی قسم موسیٰ ہمارے ساتھ اس لئے نہیں نہاتے تھے کیوں کہ ان کے حصے پھولے ہوئے تھے، ایک بار آپ نہار ہے تھے اور آپ کے کپڑے ایک پتھر پر رکھے ہوئے تھے، وہ پتھر آپ کے کپڑے لیکر بھاگ نکلا، آپ بھی اس کے تعاقب میں دوڑے اور یہ کہتے جاتے تھے ”اے پتھر میرے کپڑے دیدے، اے پتھر میرے کپڑے دیدے“ یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ کو دیکھ لیا اور بولے ”واللہ موسیٰ کو کوئی یہماری نہیں ہے“ موسیٰ نے اپنے کپڑے لئے اور پتھر کو مارنے لگے، ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ موسیٰ کی مار سے پتھر پر (اب تک) چھ یا سات نشان باقی ہیں۔ (ایسند سے) ابو ہریرہ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ الیوب برہنہ نہار ہے تھے، ان پر سونے کی نڈیاں برنسے لگیں تو آپ انہیں اپنے کپڑوں میں سینٹے گے، انہیں ان کے پروردگار نے آواز دی، اے الیوب کیا میں نے تمہیں اس سے جو کہم دیکھ رہے ہو بے نیا نہیں کر دیا؟ بولے ہاں! تیری عزت کی قسم، لیکن میں تیری برکت سے بے پرواہ نہیں ہو سکتا۔“

**نتیجہ:** سبحان اللہ! دونوں روایتوں میں پہلی روایت بھی خوب ہے کہ صرف موسیٰ کہ جسم کے عیب کو دکھانے کے لئے معاذ اللہ برہنہ دکھایا جا رہا ہے اور تماشہ یہ کہ پتھر کپڑے لے کر بھاگ رہا ہے موسیٰ دوڑ رہے ہیں، پتھر سے الجا کر رہے ہیں، اے پتھر میرے کپڑے دیدے۔ کیا اہل فہم اب بھی نہیں سمجھیں گے کہ یہ روایت وہی بیان کر سکتا ہے جس نے ماضی میں پتھروں کو خدامان کرالجہ کی ہوا اور دوسرا روایت کہ حضرت الیوب کا برہنہ ہو کر نہانا اور سونے کی نڈیوں کا برستا، حضرت الیوب کا سونے کی نڈیوں کا سمینا کیا پیغام دے رہا ہے۔ شاید یہ برہنہ ہو کر نہانے کے فاسیدوں میں سے ایک فائدہ ہے۔ بسم اللہ ابو ہریرہ کے معتقدین کو سونا لوٹنے کا اس سے بہتر راستہ کیا ہو سکتا ہے۔

(12): ”عائشہ کا رسولؐ کی نماز کے دوران کعبہ کی جانب پیر پھیلا کر لیٹے رہنا“۔

﴿ جلد ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب ۲۶۳، حدیث ۳۷۲، صفحہ ۲۲۷ ﴾

”عائشہ فرماتیں ہیں میں رسول اللہ کے سامنے لیٹی ہوئی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ کی طرف ہوتے تھے جب آپ بحمدہ میں جاتے تھے تو مجھے دبادیتے اور میں اپنے پاؤں سکیڑ (سمیٹ) لیتی اور جب آپ قیام میں چلے جاتے تو میں (پتھر) انہیں پھیلا دیتی۔ حضرت عائشہ فرماتیں ہیں اس وقت گھروں میں دیئے کاروان جنہ تھا۔“

**نتیجہ:** اس روایت کو پڑھنے کے بعد عائشہ کو نماز اور کعبہ کے احترام کا کتنا خیال تھا

اس کا اندازہ با آسانی ہوتا ہے اور یہی روایت اسی باب میں حدیث نمبر ۳۷۳ اور ۳۷۴ پر ہے۔

### (13): ”معاذ اللہ رسول“ نے ظہر کی چار رکعتوں کے بجائے پانچ پڑھادیں، -

﴿ جلد ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب ۲۷۳، حدیث ۳۹۲، صفحہ ۲۳۳ ﴾

”عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ایک بار ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں، صحابہ نے عرض کیا، کیا نماز بڑھادی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا کیا ہوا؟ عرض کیا پانچ رکعتیں پڑھی گئی ہیں (عبداللہ) کہتے ہیں آپ نے پاؤں موڑ کر دو بجے کئے۔“

**نتیجہ:** معاذ اللہ رسول کا رکعتیں بھول جانا چار کی پانچ پڑھانا، یہ سب ایک سازش کے تحت ہے حقیقت یہ ہے کہ کوئی اور جمعہ کی نماز بدھ کو پڑھار ہاتھا تو ضروری تھا کہ منافق کی غلطی کو صحیح کرنے کے لئے رسول سے غلطی کرائی جائے۔

### (14): ”عمر ابن خطاب فتنوں کا دروازہ ہیں، -“

﴿ جلد ۱، کتاب مواقیۃ الصلوٰۃ، باب ۳۵۴، حدیث ۴۹۷، صفحہ ۲۶۸ ﴾

”حدیفہ روایت کرتے ہیں کہ ہم عمر کے پاس بیٹھے تھے، کہنے لگے تم سے قسم (فساد) کے متعلق رسول اللہ کی حدیث کس کو یاد ہے؟ میں بولا مجھے اسی طرح یاد ہے جس طرح آپ نے فرمایا، عمر نے کہا کہ تم رسول یا آپ کی حدیث کے بیان کرنے پر ویر ہو، میں

نے کہا انسان کو وہ فتنہ جو اسکی بیوی اور اس کے مال اور اولاد اور ہمسایوں میں ہوتا ہے اس کو نماز، روزہ، صدقہ اور امر بالمعروف، نہیں امتنر مٹا دیتے ہیں، عمر بولے میں یہ نہیں پوچھنا چاہ رہا تھا بلکہ وہ فتنہ جو دنیا کی طرح اہل پڑیگا، حدیفہ نے کہا امیر ہم سے آپ کو کچھ اندر نہیں کیونکہ آپ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے، عمر بولے وہ دروازہ توڑا لاجائے گا یا کھول دیا جائے گا، حدیفہ نے کہا توڑا لاجائے گا، عمر نے کہا تو پھر کبھی بند نہ ہوگا، ہم لوگوں نے حدیفہ سے کہا کیا عمر اس دروازہ کو جانتے تھے، انہوں نے کہا ہاں! جیسے تم کل کے بعد رات ہونے کو جانتے ہو، میں نے ان سے حدیث بیان کی جو غلط نہ تھی، ہمیں حدیفہ سے پوچھتے ہوئے ڈر لگا لیکن مسروق نے حدیفہ سے پوچھا، حدیفہ نے کہا وہ دروازہ خود عمر تھے۔“

**نتیجہ:** ”صحیح بخاری“ کی اس صحیح روایت کی روشنی میں وہ دروازہ جسمیں فتنہ داخل ہوں گے خود عمر ابن خطاب ہیں۔ اب لوگ فیصلہ کریں کہ کس دروازہ کو مرکز عقیدت بنائیں، اسے جو شہر علم کا دروازہ ہے یا پھر اسے جو فتنوں کا دروازہ ہے۔

### (15): ”رسول“ کے بعد نماز بدل دی گئی۔“

﴿ جلد ۱، کتاب مواقیۃ الصلوٰۃ، باب ۳۵۷، حدیث ۵۰۱، صفحہ ۲۶۹ ﴾

”انس روایت کرتے ہیں، جو رسول اللہ کے عہد مبارک میں تھا وہ اب نظر نہیں آتا، کہا گیا نماز تو باتی ہے! انس نے کہا کیا نماز میں جو کچھ تم نے کیا ہے تمہیں نہیں معلوم؟“

## (16) دوسری روایت

﴿جلد ۱، کتاب مواقیة الصلوٰۃ، باب ۳۵۷، حدیث ۵۰۲﴾

”زہری روایت کرتے ہیں، میں دمشق میں انس بن مالک کے پاس آیا، آپ رور ہے تھے، میں نے کہا، کیوں رور ہے ہیں؟ فرمایا جو کچھ رسول اللہ کے زمانے میں تھا وہ اب میں نہیں پاتا، اس ایک نماز ہے تو وہ بھی تقریباً ضائع ہو چکی ہے۔“

**نتیجہ :** دونوں روایتیں اس بات کا کھلاشہ تو ہیں کہ رسول خدا کے بعد نماز بھی بدلتی گئی، ظاہر ہے بدلتے والے وہی لوگ تھے جو رسول کے بعد تھے جنہیں صحابہ کہا جاتا ہے یعنی صحابہ نے نماز تک کو بدلتا دیا۔

آگے ہم ”صحیح بخاری“ کی وہ روایتیں بھی دکھائیں گے جن سے ثابت ہے کہ صرف حضرت علیؓ کی نماز رسولؐ کی نماز بھی تھی۔

## (17) رسول نماز ظہرین اور مغربین ملا کر پڑھتے تھے

﴿جلد ۱، کتاب مواقیة الصلوٰۃ، باب ۳۶۸، حدیث ۵۳۲، صفحہ ۲۷۷﴾

”ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ نے مغرب اور عشا کی سات رکعت اور ظہر اور عصر کی آٹھ رکعتیں ملا کر پڑھیں۔“

**نتیجہ :** ہمارے اوپر ایک اعتراض یہ بھی ہوتا ہے کہ ان کے یہاں ظہر و عصر اور مغرب اور عشا ملا کر پڑھی جاتی ہے۔ تو اعتراض کرنے والے صحیح بخاری کی اس روایت کو

پڑھنے کے بعد رسولؐ کے لئے کیا کہیں گے۔ یا تو ہم رسول بھی نمازیں پڑھتے ہیں یا رسول شیعوں بھی نماز پڑھتے تھے۔

## (18) جس طرح چاند دکھائی دیتا ہے ویسے ہی اللہ دکھائی دیگا۔

﴿جلد ۱، کتاب مواقیة الصلوٰۃ، باب ۳۷۶، حدیث ۵۴۲، صفحہ ۲۸۱﴾

”جریر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں ہم رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھے آپؐ نے چودھویں کی رات چاند کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا عنقریب تم لوگ اپنے پور دگار کو بغیر کسی وقت کے دیکھو گے جس طرح چاند کو دیکھ رہے ہو لہذا اگر تم سے یہ ہو سکے کہ تم طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے قبل کی نماز میں (شیطان سے مغلوب نہ ہو تو ایسا ضرور کرو پھر آپؐ نے فرمایا فتح بکر بک قبل طلوع اشمس و قتل الغروب بکا امام بخاری کہتے ہیں ابن شہاب نے اس معلیل کے حوالے سے اور انہوں نے قیس اور انہوں نے جریر سے اتنا اضافہ کیا کہ عنقریب تم اپنے رب کو اعلانیہ دیکھو گے۔

**نتیجہ :** ایک طرف قرآن میں اللہ کا اعلان ہے کہ وہ جسم و جسمانیت سے مبراء ہے اس کی کوئی تسلیم نہیں، دوسری طرف امام بخاری خدا کو اعلانیہ طور پر دکھانے کا دعوی کر رہے ہیں۔ فیصلہ قارئین کریں کہ جو کتاب مخالف کتاب باری ہو وہ ”بعد از کلام باری“ کیسے مان لی جائے۔

(21): ”معاذ اللہ رسول کی نماز میں قضاہ وجاتیں تھیں۔“

﴿جلد 1، کتاب مواقیۃ الصلوۃ، باب 385، حدیث 565، صفحہ 286﴾

”ابوقادہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول کے ساتھ اس رات سفر کیا۔ بعض لوگوں نے کہا کاش! آپ ہم سب لوگوں کے ساتھ آرام فرماتے، آپ نے فرمایا مجھے خدا شہ ہے تم نماز سے (غافل ہو کر) سونہ جاؤ۔ بلاں نے کہا میں تم سب لوگوں کو جگاؤں گا، لہذا سب لوگ لیٹ گئے اور بلاں اپنی پیٹھیہ اونٹ سے ٹیک کر پیٹھیہ گئے۔ مگر ان پر بھی نیند نے غلبہ کر لیا اور سو گئے، رسول اس وقت بیدار ہوئے جب سورج کا کنار انکل آیا تھا۔ اور فرمایا بلاں تم نے کہا تھا؟ انہوں نے عرض کیا مجھے ایسی نیند کبھی نہیں آئی، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری روحلیں جب چاہیں قبض کر لیں اور جب چاہیں لوٹا دیں، بلاں اٹھو اور نماز کے لئے اذان کہو، پھر آپ نے خصوفرمایا جب سورج بلند ہوا اور چکا تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔“

(22): دوسری روایت

﴿جلد 1، کتاب مواقیۃ الصلوۃ، باب 386، حدیث 566، صفحہ 286﴾

”جاہر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں، گزوہ خندق میں آفتاب غروب ہونے کے بعد عمر نے قریش کو کوستے ہوئے کہا یا رسول اللہ میں نے عصر کی نماز ابھی تک نہیں پڑھی۔ رسول اللہ نے فرمایا اللہ! میں نے بھی عصر نہیں پڑھی، پھر ہم سب (مقام) بظمان میں ہڑ گئے، آپ اور ہم نے نماز کے لئے وضو کیا پھر سورج ڈوبنے کے بعد پہلے عصر کی نماز

(19): ”نبی کا قول کچھ، اور فعل کچھ تھا۔“ (معاذ اللہ)

﴿جلد 1، کتاب مواقیۃ الصلوۃ، باب 381، حدیث 556، صفحہ 284﴾

”ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں، میں نے رسول اکرم کو یہ فرماتے سنائے کہ نماز کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک کہ سورج بلند نہ ہو جائے اور نہ نمازِ عصر کے بعد کوئی نماز ہے جب تک کہ سورج ڈوب نہ جائے۔“

**نتیجہ:** اس روایت سے واضح ہے کہ نبی نے عصر کی نماز کے بعد مغرب تک کوئی نماز نہ پڑھی اور نہ پڑھنے کا کوئی حکم دیا مگر اس کے آگے کی روایت بھی ملاحظہ فرمائیں:

(20): دوسری روایت

﴿جلد 1، کتاب مواقیۃ الصلوۃ، باب 383، حدیث 561، صفحہ 285﴾

”عروہ روایت کرتے ہیں کہ عائشہ نے کہا کہ ”اے میرے بھائی! میرے پاس رسول نے عصر کے بعد دور کعتیں کبھی ترک نہیں کیں۔“

**نتیجہ:** اس روایت سے واضح ہے کہ رسول عصر کے بعد دور کعت نماز ہمیشہ پڑھتے تھے اور اس سے پہلے والی روایت سے واضح ہے کہ رسول نے عصر کے بعد کوئی بھی نماز پڑھنے سے منع کیا۔ اگر دونوں روایتیں صحیح ہیں تو معاذ اللہ یہ ماننا پڑے گا کہ رسول سکھتے کچھ تھے اور کرتے کچھ تھے۔ (معاذ اللہ)

پڑھی پھر مغرب کی نماز پڑھی۔“

**نتیجہ:** دونوں روایات میں سے پہلی روایت میں معاذ اللہ بنی نماز صبح کے وقت سوتے رہ گئے اور نماز صبح قضا ہو گئی۔ دوسری روایت میں رسول ﷺ کی عصر کی نماز قضا ہو گئی جب عمر نے کہا میں نے نماز عصر نہیں پڑھی تو معاذ اللہ رسول ﷺ نے بھی قسم کھا کر کہا میں نے بھی نہیں پڑھی، یہ سب بڑی سوچی سمجھی سازش کے تحت درج کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ عمر کی قضا نمازوں کی غلطیوں کو جائز ہرانے کا واحد راستہ یہی تھا کہ رسول ﷺ کی نمازوں بھی قضا دکھائی جائیں۔

### (23) ”عائشہ اور حصہ نگاہِ رسول میں۔“

﴿ جلد 1، کتاب الاذان، باب 437، حدیث 643، صفحہ 309﴾

”عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول ﷺ نے اپنی بخاری کے دوران فرمایا ابو بکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں، عائشہ کہتی ہیں میں نے حصہ سے کہا تم عرض کرو جب ابو بکر آپکی بجھے پر کھڑے ہوں گے تو رقت (رونے) کے باعث لوگوں کو اپنی قرابت نہ نہائیں گے، لہذا آپ عمر کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حصہ نے آپ سے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھروتم یوسفؑ کو گھیرنے والی عورتیں ہو، ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حصہ نے عائشہ سے کہا، میں نے آپ سے کوئی خیر (نیکی) نہیں پائی۔“

**نتیجہ:** امام بخاری نے اپنے نزدیک بڑی چالاکی سے اس روایت کے ذریعہ ابو بکر کو جانشین رسول ﷺ ثابت کرنے کی کوشش کی مگر اپنے ہی جال میں پھنس گئے کیونکہ اس

روایت سے ابو بکر اگر جانشین رسول ﷺ اس لئے ثابت ہوں گے کہ رسول ﷺ نے انہیں نماز پڑھانے کے لئے حکم دیا تو عمر جانشین کی فہرست سے غائب ہو رہے ہیں کیونکہ بنی نے ان کا نام سنکر ناراضگی کا مظاہرہ کیا اور ان کی بیٹی حصہ کو ڈانٹ دیا، دوسرے یہ کہ بنی نے حصہ اور عائشہ کو جناب یوسفؑ کو گھیرنے والی عورتوں سے تسلیح دی ہے۔ اس روایت کے بعد ان دونوں کو امام المؤمنین کہنے والے غور کریں، جو سیرت میں زنان مصر جیسی ہوں وہ ام المؤمنین کے لقب کی حقدار کیسے ہو جائیں گی۔ تیسرے یہ کہ اس روایت میں عمر کی بیٹی حصہ نے ابو بکر کی بیٹی عائشہ سے کہا میں نے آپ سے کوئی خیر نہیں پایا۔ یعنی حصہ عائشہ کے شر کا کھلا ہوا اعلان کر رہی ہیں۔ فیصلہ کیجئے کہ دونوں میں کس کو مانتے گا۔

### (24) ”حضرت علیؑ کی نمازوں کی تکمیل کر صحابہ کو رسول ﷺ کی نماز یاد آئی۔“

﴿ جلد 1، کتاب الاذان، باب 502، حدیث 747، صفحہ 343﴾

”مطرف بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں، میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی جب وہ سجدہ کرتے تکبیر کہتے، جب سر اٹھاتے تکبیر کہتے، جب دور کعتوں سے اٹھتے تکبیر کہتے تھے، چنانچہ جب ہم نمازوں پڑھ چکے تو عمران بن حصین نے میرا ہاتھ پڑھ لیا اور کہا اس شخص نے مجھے رسول ﷺ کی نماز یاد دلادی یا انہیوں نے ہمیں رسول جیسی نماز پڑھائی۔“

نوٹ: یہ روایت آگے پارہ۔ ۱ا، کتاب اصولۃ، باب ۵۳۵، حدیث ۳۵۷، جلد ۱، میں اور حدیث ۷۸۵ میں بھی ہے)

## فہرست مضمایں

عنوانات	صفحہ نمبر
۱ ایک جائزہ	۲۱
۲ تاثرات	۲۲
۳ پیش لفظ	۲۳
۴ معاذ اللہ رسولؐ علیم نہیں تھا کہ وہ رسولؐ بن گئے۔	۲۴
۵ معاذ اللہ رسولؐ گناہ گارتے۔	۲۵
۶ پردہ عمر کی وجہ سے واجب ہوا۔	۲۶
۷ صحابہ رسولؐ کے بالوں تک محترم جانتے تھے۔	۲۷
۸ دوسری روایت	۲۸
۹ عائشہ اور بعض علیؑ	۲۹
۱۰ پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا سبب عذاب ہے۔	۳۰
۱۱ معاذ اللہ رسولؐ کھڑے ہو کر یہ عمل انعام دیتے تھے۔	۳۱
۱۲ روایت عائشہ کے آئینہ میں احترام رسولؐ۔	۳۲
۱۳ دوسری روایت۔	۳۳
۱۴ ابو ہریرہ کی روایت اور کردار مسویٰ والیوب۔	۳۴
۱۵ عائشہ کار رسولؐ کی نماز کے دوران کعبے کی جانب پیر پھیلا کر لیٹے رہنا۔	۳۵
۱۶ معاذ اللہ رسولؐ نے ظہر کی چار رکعتوں کے بجائے پانچ پڑھادیں۔	۳۶
۱۷ عمر ابن خطاب فتوں کا دروازہ ہیں۔	۳۷
۱۸ رسولؐ کے بعد نماز بدل دی گئی۔	۳۸
۱۹ دوسری روایت۔	۳۹
۲۰ رسولؐ نماز ظہرین اور مغربین ملکر پڑھتے تھے۔	۴۰

۲۱ جس طرح چاند کھائی دیتا ہے ویسے ہی اللہ کھائی دیگا۔	۲۱
۲۲ نبیؐ کا قول کچھ اور فعل کچھ تھا۔ (معاذ اللہ)	۲۲
۲۳ دوسری روایت۔	۲۳
۲۴ معاذ اللہ رسولؐ کی نمازیں قضا ہو جاتی تھیں۔	۲۴
۲۵ دوسری روایت۔	۲۵
۲۶ رسولؐ عائشہ اور حفصہ کو مصر کی عورتوں جیسا سمجھتے تھے۔	۲۶
۲۷ حضرت علیؑ کی نماز دیکھ کر صحابہ کو رسولؐ کی نمازیا دی۔	۲۷
۲۸ قوت اور لخت پڑھنا مطابق سیرت ہے۔	۲۸
۲۹ میشی پر بجدہ جائز ہے۔	۲۹
۳۰ رسولؐ نے قبر پر نماز پڑھی۔	۳۰
۳۱ تیرے خلیفہ نے اذان میں اضافہ کیا۔	۳۱
۳۲ رسولؐ کی موجودگی میں عائشہ کا گانا سننا۔	۳۲
۳۳ بعد رسولؐ سنت رسول بدلتی گئی۔	۳۳
۳۴ جناب ابوطالبؑ کے شعر کی برکت۔	۳۴
۳۵ منکر و سیلہ عمر ابن خطاب کو کیا کہیں گے؟	۳۵
۳۶ شیطان کا گروہ۔	۳۶
۳۷ عثمان نے خلاف سیرت رسولؐ نماز پڑھی۔	۳۷
۳۸ رسولؐ سفر میں نماز قصر کر کے پڑھتے تھے۔	۳۸
۳۹ علم صحابہ	۳۹
۴۰ شہید پر روتا جائز ہے	۴۰
۴۱ عمر کی رائے سے نزول آیت	۴۱
۴۲ رسولؐ روئے بھی اور نوح بھی پڑھا۔	۴۲

**نتیجہ:** ”صحیح بخاری“، جیسی کتاب میں اس قسم کی روایت اللہ کا انتظام ہے اور ہر پڑھنے والے کے لئے کھلا ہوا پیغام ہے کہ جس کو بھی رسول جیسی نماز پڑھنا ہو وہ دوسروں کا دامن چھوڑ کر مولا علیؐ کے نقش قدم کی پیرودی کرے۔ اس سے پہلے ہم وہ روایت بھی دکھا چکے ہیں جس میں ایک صحابی نے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ رسولؐ کے بعد نماز بدل دی گئی تھی اُس روایت اور اس روایت کو ملا کر پڑھئے تو آپ خود نبیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ رسولؐ کی نماز بدلنے والے کون ہیں اور رسول جیسی نماز پڑھانے والا کون ہے۔

### (25): ”قتوت اور لعنت پڑھنا مطابق سیرت ہے۔“

﴿جلد 1، کتاب الصلوٰۃ، باب 541، حدیث 794، صفحہ 360﴾

”ابو سلمہ روایت کرتے ہیں، ابو ہریرہ نے فرمایا میں تمہاری نماز رسولؐ کی نماز کے قریب کر دوں گا، چنانچہ ابو ہریرہ نماز ظہر اور عصر اور عشا کی آخری رکعتوں میں ”سمع الله لمن حمده“ کہنے کے بعد قتوت پڑھتے تھے مسلمانوں کے حق میں دعاۓ خیر اور کفار پر لعنت کرتے تھے۔“

**نتیجہ:** ہمارے لئے ”صحیح بخاری“ نہ کبھی صحیح تھی نہ کبھی صحیح ہو گی مگر اس کو صحیح مانے والوں کے لئے اس روایت کو پڑھنے کے بعد شیعوں پر یہ اعتراض نہیں کرنا چاہئے کہ شیعہ لعنت کیوں بھیجتے ہیں، اس روایت سے ثابت ہے کہ ابو ہریرہ نماز میں قتوت میں لعنت پڑھ کر یہ ثابت کر رہے ہیں کہ رسول اکرم نماز میں قتوت بھی پڑھتے تھے اور اس میں کفار پر لعنت بھی پڑھتے تھے، یعنی اب اگر قتوت میں قاتلان حسینؑ یا دشمنان اہل بیت پر لعنت

کی پڑھی جائے تو یہ مطالبہ سیرت رسول ہے۔ عہد رسولؐ میں قتوت پڑھتے کا ایک اور ثبوت آگے حدیث نمبر ۵۹۷ پر بھی موجود ہے۔

### (26): ”مٹی پر سجدہ جائز ہے۔“

﴿جلد 1، کتاب الصلوٰۃ، باب 541، حدیث 794، صفحہ 360﴾

”بھی، ابو سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدری سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے دیکھا حتیٰ کہ مٹی کا داغ پیشانی پر نظر آیا۔“

**نتیجہ:** یہ روایت ان منکرین خاک کر بلکہ رخساروں پر تما نچہ ہے جو ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ کر بلکہ مٹی کی بنی سجدگاہ پر سجدہ کیوں کرتے ہیں۔

### (27): ”رسولؐ نے قبر پر نماز پڑھی“

﴿جلد 1، کتاب الصلوٰۃ، باب 551، حدیث 812، صفحہ 366﴾

”شعیؓ روایت کرتے ہیں، مجھ سے اس شخص نے کہا جو رسول اللہ کے ساتھ ایک الگ تھلک قبر پر گیا تھا آپ نے لوگوں کی امامت کی اور لوگوں نے آپؐ کے پیچھے صاف باندھی اور نماز پڑھی، سلیمان کہتے ہیں میں نے کہا اب عمر تمہیں یہ کس نے بتایا کہا این عباس نے۔“

**نتیجہ:** ارباب فکر غور کریں کہ اسی صحیح بخاری میں کئی روایات ہیں جس میں رسولؐ

نے قبروں پر نماز پڑھنے کی ممانعت کی ہے اور انہیں روایتوں کو بنیاد بنا کر وہابی، آئندہ مخصوصین کے روضوں پر نماز پڑھنے کو شرک سے تاہیر کرتے ہیں مگر اس کو کیا کیجئے گا کہ اس روایت کے ذریعہ قبر پر نماز پڑھنا بھی جائز ہو رہا ہے۔

### (28) ”تیسرے خلیفہ نے اذان میں اضافہ کر دیا۔“

﴿ جلد 1، کتاب الجمعة، باب 579، حدیث 867، صفحہ 381. ﴾

”زہری روایت کرتے ہیں میں نے یزید بن سائب کو کہتے ہوئے سنا کہ جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا، رسول اللہ، ابو بکر اور عمر کے زمانے تک اسی طرح ہوا جب خلافت عثمان شروع ہوئی تو لوگ بہت زیادہ ہو گئے تو عثمان نے جمعہ کے دن تیسری اذان زوراء پر دینے کا حکم دیا اور پھر یہ سلسلہ چلتا رہا۔“

**نتیجہ :** ”صحیح بخاری“ کی اس سلسلے کی یہ واحد روایت نہیں ہے بلکہ اسی کتاب الجمعة میں یہ روایت حدیث نمبر ۸۶۲، ۸۶۳ پر بھی موجود ہے بہر حال نتیجہ ایک دم داشت ہے کہ ہم کو بدعت کا فتنوی دینے والے اور ہم پر کلمہ بڑھا لینے کا الزام لگانے والے، اپنے تیسرے خلیفہ کو کیا کہیں گے جنہوں نے ایک اذان کا اضافہ کر لیا اور وہ اذان جونہ رسول کے دور میں ہوئی نہ ابو بکر اور عمر کے دور میں ہوئی، اس روایت سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ تیسرے خلیفہ نے سیرت رسول کے مطابق تھے نہ سیرت شیخین کے مطابق تھے۔

### (29) ”معاذ اللہ رسول کی موجودگی میں عائشہ کا گانا سننا۔“

﴿ جلد 1، کتاب العیدین، باب 603، حدیث 900، صفحہ 393. ﴾

”عائشہ روایت کرتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ شریف لاے اور میرے یہاں دوڑ کیاں جنگ بعاثت کے متعلق گیت الاپ رہیں تھیں آپ بستر پر لیٹ گئے اور اپنا منہ پھیر لیا ابو بکر آئے تو مجھے ڈانشا اور فرمایا یہ شیطانی ساز اور پھر رسول اللہ کی موجودگی میں، آپ نے فرمایا جانے دو، جب ابو بکر دوسرا جانب متوجہ ہوئے تو میں نے ان دونوں لوٹنیوں کو چلے جانے کا اشارہ کیا (وہ چلی گئیں) عید کے دن جوشی ڈھالوں اور برچھیوں سے کھلتے تھے یا تو میں نے رسول اللہ سے کہا یا پھر آپ نے فرمایا کیا تم اشہد کیمھنے کا ارادہ ہے؟ میں بولی ہاں! تو آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا، میرا خسار آپ کے دوش پر تھا، آپ نے فرمایا ائے بنی ازفہ تم اشہد کھاؤ، یہاں تک کے جب دل بھر گیا تو آپ نے فرمایا، بس میں نے کہا جی ہاں، فرمایا تو چلی جاؤ۔“

**نتیجہ :** ملاحظہ فرمائیے! (۱)۔ عائشہ کے گھر میں گانے چل رہے ہیں۔ (۲)۔ معاذ اللہ وہ رسول جس پر روکنا فرض ہے وہ چپ ہے۔ (۳)۔ ابو بکر کہہ رہے ہیں کہ رسول کی موجودگی میں شیطانی ساز۔ (۴)۔ اس پر رسول کہہ رہے ہیں جانے دو، غور کیا آپ نے ابو بکر کا قول ثبوت ہے کہ عائشہ کے گھر میں شیطانی ساز ہو رہا ہے، مگر رسول اللہ منع کرنے کے بجائے منع کرنے والے کو روک رہے ہیں۔ کیا نتیجہ نکلا جائے جب رسول کی موجودگی میں عائشہ شیطانی ساز سننے سے بعض نہ آئیں تو اُنکے بعد شیطانی

کاموں سے کیا بعض آسکتی تھیں؟ خیر، اسی روایت میں دوسرہ واقعہ عید کا ہے کہ معاذ اللہ اللہ کار رسولؐ اپنی زوجہ کو تماشہ دکھارا ہے۔ ”میرا خسار نبیؐ کے دوش پر قہا“ عائشہ کا یہ جملہ عجیب ہے اس کا مطلب تو یہی ہے کہ تماشہ اکہ انہیں تھاد ہرا تھا، ایک طرف تماشہ دکھانے والے تماشہ دکھار ہے تھے دوسری طرف خود عائشہ نبیؐ کے دوش پر اپنا رخسار رکھ کر تماشہ دکھانے والوں کو تماشہ دکھار ہیں تھیں۔

### (30): ”بعدِ رسول سنتِ رسول بدل دی گئی۔“

﴿ جلد ۱، کتاب العیدین، باب ۶۰۷، حدیث ۹۰۶، صفحہ ۳۹۵﴾

”ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں رسول اللہ عید الفطر اور عید النجاحی کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے اور سب سے پہلا کام یہ ہوتا کہ نماز پڑھتے اور نماز کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے لوگ اپنی صفوں پر بیٹھے رہتے آپ انہیں نصیحت کرتے، اچھے کاموں کا حکم دیتے اگر کوئی لشکر بھیجا مقصود ہوتا تو اسے الگ کر لیتے اور جو احکام جاری کرنے ہوتے پھر واپس تشریف لاتے۔ ابوسعید کہتے ہیں لوگ ہمیشہ اسی طریقہ پر کار بند رہے حتیٰ کہ میں مدینے کے گورنمنٹ کی شہزادی میں لاتا اور کبھی رسول اللہ کے چہرے انور کو تاکتا وہاں پہنچ تو منبر رکھا تھا جو کثیر بن صلت نے بنایا تھا، مروان نے نماز سے پہلے منبر پر جانے کا ارادہ کیا تو میں نے اس کا کپڑا پکڑ کر کھینچا اور اس نے مجھے کھینچا اور منبر پر چلا گیا اور نماز سے پہلے خطبہ پڑھا میں نے اس سے کہا اللہ تم نے سنت نبوی کو بدل ڈالا، مروان بولا وہ گزر گیا جو تم جانتے ہو، میں نے کہا بخدا وہ چیز بدرجہ باہتر ہے جو میں جاتا ہوں اس سے

کہ جسے نہیں جانتا مروان نے کہا، نماز کے بعد لوگ میری بات سننے کو آمادہ نہیں ہوتے اس لئے میں نے نماز سے پہلے خطبہ دیا۔“

**نتیجہ:** بڑی واضح کی روایت ہے اور کھلا ہوا ثبوت ہے کہ رسولؐ کے بعد سنتِ رسولؐ کو کس طرح بدلا جا رہا تھا اور بدلنے والا کسی جرأت سے کہہ رہا تھا کہ وہ گزر گیا، مگر وادرے اصحاب! ایسے شخص کو بھی گورنمنٹ نے اور اس کے پیچے نماز پڑھی گئی۔

### (31): ”جناب ابوطالبؐ کے شعر کی برکت۔“

﴿ جلد ۱، ابواب الاستسقاء، باب ۶۳۷، حدیث ۹۵۲، صفحہ ۴۰۹﴾

”عبداللہ ابن دینار روایت کرتے ہیں، میں نے ابن عمر کو ابوطالبؐ کا یہ شعر پڑھتے سنائے

وایبض یستقسے الغمام بوجہه : شمال الیتمی عصمة للاوامل  
(گوری رنگت کے ان کے چہرے کے صدقہ میں بارش کی دعا کی جاتی ہے وہ قیموں کے حامی اور بیواؤں کے آسمانیں)۔ عمر ابن حمزہ کہتے ہیں مجھ سے سالم نے اپنے والد اہن عمر کے حوالے سے بتایا کبھی میں یہ شعر ذہن میں لاتا اور کبھی رسول اللہ کے چہرے انور کو تاکتا کہ آپ پانی کی دعا کرتے اور آپ منبر سے اتر بھی نہ پاتے تھے کہ ندی نالے پھوٹ نکلتے، یہ شعر ابوطالبؐ کا ہے۔“

**نتیجہ:** اس کو اللہ کے انتظام کے علاوہ کیا کہا جائے کہ امام بخاری جیسا متعصب محمدث اور ”صحیح بخاری“ جیسی غلط کتاب اور اس میں جناب ابوطالب علیہ السلام کے اس

شعر کا ذکر جس میں آپنے حضرت رسول خدا کے چہرے کو پانی برنسے کا وسیلہ بتایا ہے اور پھر عبد اللہ ابن عمر کا اسی شعر کو ذہن میں رکھ کر پیغمبر مودودی کی نظر ساری باتیں عظمتِ رسول کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی اعلان کر رہی ہیں ہیں کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام کس درج معرفتِ رسول سے سرشار تھے مگر لعنت ہوان بد عقول پر جو حضرت ابو طالب کی کہی ہوئی ان نعمتوں کو پڑھنے کے بعد ان کو کافر بھی کہتے ہیں اور نعمتِ رسول پڑھ کر جذاب ابو طالب کی پیروں بھی کرتے ہیں۔

### (32): ”منکرِین وسیلہ، عمر ابن خطاب کو کیا کہیں گے۔“

(جلد ۱، ابواب الاستسقاء، باب ۶۶۰، حدیث ۹۷۶، صفحہ ۴۱۸)

”نافع، ابن عمر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا اے اللہ ہمارے شام اور یکن میں برکت فرماء، لوگوں نے کہا اور نجد میں، تو انہوں نے کہا اے اللہ ہمارے شام اور یکن میں برکت نازل فرماء، لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد میں بھی، تو فرمایا وہاں زلزلہ اور فتنہ ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا گروہ بھی نکلے گا۔“

”انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ جب لوگ قحط کا شکار ہوتے تو عمر ابن خطاب، عباس ابن عبدالمطلب کے توسل (وسیلہ) سے دعا کرتے اور کہتے ”اے اللہ ہم تیرے پاس رسول کو وسیلہ کے طور پر پیش کرتے تھے تو، تو ہمیں سیراب کر دیتا تھا، اب ہم تیرے رسول کے بیچا کا وسیلہ لے کر آئیں ہیں ہمیں سیراب فرمادے، راوی کا بیان ہے کہ پانی بر سر پڑتا۔“

نتیجہ: اس واضح واضح روایت کے بعد وہاں پول کی اصل صورت پچاننا کسی بھی ایسے شخص کے لئے دشوار نہیں ہے جس کے پاس آنکھیں اور عقل موجود ہے۔ اب جس کا جی چاہے وہاں پول کا ساتھ دیکھ شیطان کے گروہ کا ساتھی بن جائے۔

دو غلی پالیسی کیوں ہے۔ تو اس کا صرف ایک ہی سبب ہے کہ جب بھی وسیلہ بنایا گیا تو یا تو رسول گویا کسی رسول کے گھر والے کو۔ اس روایت میں رسول کے بیچا کو وسیلہ بنایا گیا، وسیلہ شاید اسی لئے شرک قرار دیا گیا کہ کہیں لوگ وسیلہ کی تلاش میں اہل بیت تک نہ پہنچ جائیں، کیوں کہ ساری روایتوں میں رسول یا ان کے گھر والے تو وسیلہ بنائے گئے ہیں مگر پوری بخاری میں کہیں پر ابو بکر، عمر، عثمان یا عائشہ، حصہ کو کسی نے وسیلہ نہیں بنایا۔

### (33): ”شیطان کا گروہ۔“

(جلد ۱، ابواب الاستسقاء، باب ۶۶۰، حدیث ۹۷۶، صفحہ ۴۱۸)

”نافع، ابن عمر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا اے اللہ ہمارے شام اور یکن میں برکت فرماء، لوگوں نے کہا اور نجد میں، تو انہوں نے کہا اے اللہ ہمارے شام اور یکن میں برکت نازل فرماء، لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد میں بھی، تو فرمایا وہاں زلزلہ اور فتنہ ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا گروہ بھی نکلے گا۔“

نتیجہ: اس واضح واضح روایت کے بعد وہاں پول کی اصل صورت پچاننا کسی بھی ایسے شخص کے لئے دشوار نہیں ہے جس کے پاس آنکھیں اور عقل موجود ہے۔ اب جس کا جی چاہے وہاں پول کا ساتھ دیکھ شیطان کے گروہ کا ساتھی بن جائے۔

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَبَأَتِ الْمُلْكَ لِلّٰهِ بِالْحَقِيقَةِ بِالْحَقِيقَةِ بِالْحَقِيقَةِ“

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَبَأَتِ الْمُلْكَ لِلّٰهِ بِالْحَقِيقَةِ بِالْحَقِيقَةِ بِالْحَقِيقَةِ“

(34): ”عثمان نے خلاف سیرت رسول نماز پڑھی۔“

﴿جلد 1، باب تقصیر الصلوٰة، باب 695، حدیث 1019، صفحہ 433﴾

”عبداللہ ابن یزید سے روایت ہے کہ ہمیں عثمان بن عفان نے منی میں چار رکعت نماز پڑھائی، اس کے متعلق جب عبد اللہ ابن مسعود کو بتایا گیا تو کہا ”ان لِلّهِ وَ انَّ اللَّهَ رَاجِفُونْ“ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ کے ساتھ منی میں دور کعینیں پڑھیں اور ابو بکر و عمر کے ساتھ منی میں دور کعینیں پڑھیں، کاش ان چار رکعتوں میں سے دو مقبول کعینیں ہمارے حصہ میں آتیں۔“

**نتیجہ:** اس باب میں حدیث نمبر ۱۰۱۸، ۱۰۱۷ سے بھی یہ ثابت ہے کہ پیغمبر اسلام منی میں دور رکعت نماز پڑھتے تھے مگر عثمان نے دو کی چار کرداریں۔ اب اہل فکر اندازہ لگائیں کہ شیعوں کو کافر اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اذان میں ’علیٰ وَلیٰ اللہ‘ بڑھایا ہے۔ اگر شیعہ اذان میں جملہ بڑھانے کی وجہ سے کافر ہیں تو عثمان نے دو کی چار رکعتیں کر دیں اور خلاف سیرت رسول عمل کیا، مفتی ان کو کیا فتویٰ دیں گے؟

(35): ”رسول سفر میں نماز قصر کر کے پڑھتے تھے۔“

﴿جلد 1، باب تقصیر الصلوٰة، باب 498، حدیث 1064، صفحہ 435﴾

”انس بن مالک روایت کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی چار اور ذی الحلیفہ میں عصر کی دور کعینیں پڑھیں۔“

**نتیجہ:** افسوس بخاری شریف، کی اس واضح روایت کے بعد بھی جو لوگ شیعوں کی حالت

بخاری سے۔

(36): ”علم صحابہ“

﴿جلد 1، ابواب الشہو، باب 774، حدیث 1144، صفحہ 474﴾

”ابو ہریرہ روایت کرتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں ابو ہریرہ زیادہ روایت کرتا ہے (کیا کروں) میں ایک شخص سے ملا اور اس سے پوچھا رسول اللہ نے گزشتہ شب عشا کی نماز میں کون سی سورت پڑھی تھی، بولا مجھے معلوم نہیں میں نے کہا تم نماز میں موجود نہیں تھے کہا ہاں! تو میں نے کہا مجھے یاد ہے کہ فلاں سورت پڑھی تھی (اسی وجہ اور یاد داشت کے باعث زیادہ روایت کرتا ہوں)۔“

**نتیجہ:** ظاہر ابو ہریرہ اپنی زیادہ روایتیں کرنے کی تاویل پیش کر رہا ہے مگر ایک بات ایک بات اور ثابت ہو رہی ہے کہ رسول کے ساتھ نماز پڑھنے والے صحابہ جب ایک رات پہلے کی نماز کی سورت بھول جاتے تھے تو رسول کی وفات کے بعد جانے کیا کیا بھول گئے ہوں گے؟ دوسرے ابو ہریرہ کا اپنی صفائی پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ لوگ اس پر اس دور میں بھی شک کرتے تھے اور ظاہری بات ہے وہ شک کرنے والے بھی صحابہ ہی تھے۔

(37): ”شہید پر رونا جائز ہے۔“

﴿جلد ۱، کتاب الجنائز، باب ۷۸۶، حدیث ۱۱۴۴، صفحہ ۴۸۲﴾

”جا بر ابن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ جب میرے والد شہید کردے گئے تو میں رونے لگا اور ان کے چہرے سے کپڑا ہٹایا، لوگوں نے مجھے روکا لیکن رسول اللہ نے منع نہیں فرمایا، میری پھوپھی فاطمہ بھی رونے لگیں، رسول اللہ نے فرمایا تم رویانہ رو و فرشتے ان پر اپنے پروں سے سایہ فکن ہیں جب تم نے اسے اٹھایا۔“

**نتیجہ:** امام حسین پر رونے کو بدعت بتانے والے زر اس روایت کو غور سے پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ کچھ لوگ جابر کو رونے سے روک رہے تھے مگر رسول نے نہیں روکا، نہ روکنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ تم جس پر رورہے ہو، فرشتے اس پر اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ اب وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے زر اپنے آپ پر غور کریں اور ایسے عقائد رکھنے کے بعد فیصلہ کریں کہ وہ رسول کی سیرت سے کتنا دور ہیں۔

(38): ”عمر کی رائے سے نزول آیت۔“

﴿جلد ۱، کتاب الجنائز، باب ۸۰۵، حدیث ۱۱۸۹، صفحہ ۴۸۹﴾

”ابن عمر روایت کرتا ہے کہ عبد اللہ بن ابی (رئیس المناقین) مر اتواس کا بیٹا رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں اپنا کرتا عطا فرمادیجھے کہ ہم اس سے اس کا کفن بنا میں اور ان پر نماز پڑھیں اور اس کے لئے دعا مغفرت کریں،“

﴿رسول اللہ نے انہیں اپنا کرتا دے دیا اور فرمایا مجھے اطلاع کرنا میں نماز پڑھادوں گا، جب آپ نے نماز کا ارادہ کیا تو عمر نے آپ کو کھینچا اور کہا کیا آپ کو واللہ تعالیٰ نے منافقین پر نماز پڑھنے سے نہیں روکا، فرمایا مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے تم ان کے لئے بخش چاہو یا نہ چاہو، اگر تم ستر مرتبہ بھی ان کے لئے مغفرت مانگو تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں معاف نہیں فرمائے گا۔“ جب آپ نے اس پر نماز پڑھی تو یہ آیت اتری ”ان میں سے کسی پر نماز نہ پڑھنا جب وہ مریں۔“

**نتیجہ:** اہل فکر کے لئے اس روایت میں گوشے ہی گوشے ہیں۔ زراغور کیجھ کہ معاذ اللہ کا نبی نماز پڑھانا چاہ رہا ہے اور عمر ان کو روک رہے ہیں۔ صرف روک ہی نہیں رہے بلکہ انہیں سکھا رہے ہیں کہ اللہ نے آپ کو منع کیا ہے مگر اس پر بھی نبی نماز پڑھانا چاہ رہے ہیں۔ (معاذ اللہ ان کو منافقین سے کتنی محبت ہے۔) اسی وقت آیت اترتی ہے اور نبی کو منافق کی نماز پڑھانے سے رکنے کا حکم دیا جاتا ہے یعنی جو عمر چاہتے تھے وہی اللہ نے چاہا۔ عمر کی بات ذیعہ نہ ہو چاہے معاذ اللہ رسول کی رسالت پر تحرف آجائے، (استقر اللہ)۔

(39): ”رسول روانے بھی اور نوحہ بھی پڑھا۔“

﴿جلد ۱، کتاب الجنائز، باب ۸۲۶، حدیث ۱۲۱۹، صفحہ ۴۹۹﴾

”انس بن مالک روایت کرتے ہیں ہم رسول اللہ کے ہمراہ ابو یوسف لوہار کے گھر گئے جو جناب ابراہیم (فرزند رسول) کی اقا کا شوہر تھا رسول اللہ نے ابراہیم کو لیکر پیار کیا نہیں سوچا بعد ازاں آں ابو یوسف لوہار کے پاس گئے اور ابراہیم دم توڑ رہے تھے،

رسولؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے، عبدالرحمٰن ابن عوف بولے، اللہ کے رسولؐ آپ اور رور ہے ہیں، فرمایا اے عوف کے بیٹے یا تور حمت و شفقت ہے، پھر آئے تو رسولؐ نے فرمایا آنکھ اشکبار اور دل غمزد ہے مگر زبان سے وہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہے اور اے ابراہیم! تمہارے مجرم میں ہم غمگین ہیں۔“

**نتیجہ:** مفتیان بدعوت اس روایت کو پڑھنے کے بعد یا تلوہ قلم توڑ دیں جس سے امام حسینؑ پر رونے کو بدعوت لکھا ہے، یا اپنی آنکھیں پھوڑ لیں جس سے یہ روایت دیکھی ہے، اور یا اس صحیح بخاری کو غلط کہہ دیں، یا امام حسینؑ کی بارگاہ میں معافی مانگیں ورنہ حشر میں عذاب جہنم ان کا منتظر ہے کیوں کہ اس روایت میں صرف یہی نہیں ہے کہ پیغمبرؐ اپنے فرزند پر رور ہے ہیں بلکہ ابن عوف کے ٹوکنے پر گریہ کو رحمت اور شفقت کہہ رہے ہیں۔ سبحان اللہ! رسولؐ رونے کو رحمت کہیں اور مفتی رونے کو بدعوت کہیں، مسلمان فیصلہ کریں وہ رسولؐ کی پیروی کریں گے یا مفتیوں کی۔ روایت میں آگے پیغمبرؐ فرماتے ہیں کہ آنکھ اشکبار ہے دل غمگین ہے، اس کے بعد کہہ رہے ہیں زبان سے وہی کہیں گے جس سے رب راضی ہے، اب زراغور سے پڑھنے آنسو بہانے کے بعد زبان سے کیا فرماتے ہیں، ”اے ابراہیم! تمہارے مجرم میں ہم غمگین ہیں، یعنی اپنے فرزند کو پکار کر غم کا مظاہرہ کیا۔ اسی کو تو نوحہ کہا جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا ”اے ابراہیم! ہم تمہارے مجرم میں غمگین ہیں، اور شیعہ کہتے ہیں کہ اے حسینؑ ہم آپ کے سوگ میں غمگین ہیں۔ یعنی جو نبیؐ نے کہا رب اس کے کہنے پر بھی راضی اور جو شیعہ کہتے ہیں اس پر بھی راضی۔

(40): ”میت کو بولنے کا اختیار ہے۔“

﴿ جلد ۱، کتاب الجنائز، باب ۸۳۵، حدیث ۱۲۳۱، صفحہ ۵۰۳﴾

”ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں، رسول اللہ نے فرمایا جب جنازہ تیار ہو جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے کانڈھوں پر اٹھاتے ہیں اگر وہ اچھا ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو، اگر وہ برا ہوتا ہے تو اپنے ورثا سے کہتا ہے، ہائے مجھے تم کہاں لئے جا رہے ہو؟ اس کی اواز کو بجز انسانوں کے ہر کوئی سنتا ہے، اگر انسان اسے سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔“

**نتیجہ:** اس روایت کے پڑھنے کے بعد وہ افراد کیا فیصلہ کریں گے جو شہیدوں کو پکارنے پر خصوصاً یا علیٰ مدد پر، اور یا رسولؐ اور کافی پر متعرض ہیں۔ اس روایت سے ثابت ہے جب عام میت کو بولنے کا اختیار ہے، اور مرنے کے بعد اسکی گویائی باقی ہے، تو وہ افراد جنکے لئے اللہ نے قرآن میں یہ حکم دیا ہے کہ ہرگز ہرگز انکو ”جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں تو مردہ نہ سمجھنا بلکہ زندہ ہیں اور اپنے رب سے رزق پار ہے ہیں“، اگر وہ ہماری آواز سنیں تو حیرت کی کیا بات ہے۔ اس کے آگے وہ روایتیں بھی ہیں جن میں عام میت میں صرف بولنے کی ہی نہیں بلکہ سننے کی صلاحیت بھی موجود ہوتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے باب ۸۰۵، حدیث نمبر ۱۲۵۱، اس روایت کو پڑھنے کے بعد فیصلہ کیجئے کہ جب عام انسان اللہ مرنے کے بعد بولنے اور سننے کا اختیار دے سکتا ہے تو اگر رسولؐ اور اہل بیت رسولؐ کو اور شہداء را ہ حق کو بولنے اور حاجتیں پوری کرنے کا اختیار ہے تو حیرت کیا ہے۔

## (41): ”زندوں کو پکارنے کی دلیل۔“

﴿جلد ۱، کتاب الجنائز، باب ۸۶۹، حدیث ۱۲۷۹، صفحہ ۵۲۱﴾

”ابن عمر روایت کرتے ہیں رسول نے اس کوئی میں جہاں کا جہاں مقتولین بدر پڑے تھے، فرمایا کیا تم نے خدا کا وعدہ سچا پایا، آپ سے کہا گیا، کیا آپ مردوں کو پکارتے ہیں، فرمایا تم ان سے زیادہ نہیں سنتے (البتہ) وہ جواب نہیں دے سکتے۔“

**نتیجہ:** اس روایت کے آئینہ میں بالکل صاف منظر ہے کہ بنی مقتولین بدر کو پکار رہے ہیں اللہ کا معصوم بنی فعل عبیث نہیں کرتا ہے۔ بنی کا پکارنا اس بات کی دلیل ہے کہ جب مقتولین بدر کے ساتھ سننے کی صلاحیت ہے تو وہ افراد جنکو قرآن شہادت کے بعد زندہ کہہ رہا ہے وہ کیوں نہیں سکتے۔ اور جب بنی مردوں کو پکار کر گفتگو کر سکتے ہیں تو اگر ہم یا علیٰ مدد کہہ کر یا بنی مدد کہہ کر پکاریں تو اعتراض کیوں ہے۔

## (42): ”پہلوئے رسول میں دفن ہونا سبب امان نہیں،“

﴿جلد ۱، کتاب الجنائز، باب ۱۳۰۲، حدیث ۱۵۰۴، صفحہ ۵۹۷﴾

”ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جب ولید بن عبد الملک کے زمانے میں (حجرہ عائشہ) کی دیوار گردی تو لوگ اسے بنانے لگے، ایک پاؤں نظر آیا لوگ ڈر گئے اور سمجھے کہ رسول کا قدم مبارک ہے، کوئی ایسا شخص نہ ملا جو اسے پیچاں سکتا حتیٰ کہ ان لوگوں سے عروہ نے کہا، بخدا یہ رسول اللہ کا نہیں بلکہ عمر کا پاؤں ہے، ہشام اپنے والد کے حوالے سے عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عبد اللہ ابن زیر کو وصیت کی،“

﴿بجھے ان (رسول) کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ مجھے سوکنوں کے ساتھ بقیع میں دفن کرو میں آپ کے ساتھ دفن ہونے کے باعث پاک نہیں ہو جاؤں گی۔“

**نتیجہ:** صاحبان عقل کے لئے اور خاص کر معتقدین ”صحیح بخاری“ کے لئے یہ روایت کافی ہے کہ خود عائشہ کہہ رہیں ہیں کہ میں نبی کے پہلو میں، نبی کے ساتھ دفن ہونے سے پاک نہیں ہو جاؤں گی۔ اب فیصلہ کیا جائے جب نبیؐ کی زوجہ نبیؐ کے پہلو میں دفن ہونے سے پاک نہیں ہو سکتی تو نبی کے صحابی اُنکے پہلو میں دفن ہونے سے کیسے محترم ہو جائیں گے۔ دوسرے عائشہ کے اس قول کے کیا مطلب نکالے جائیں؟ یا تو نبیؐ کے پہلو میں دفن ہونا سبب طہارت نہیں بتایا تو خود عائشہ کو اپنی خجاستوں کی زیادتی کا اچھی طرح علم تھا۔

## (43): ”عمر حکمِ رسولؐ کو غیر ضروری سمجھتے تھے،“

﴿جلد ۱، کتاب المنسک، باب ۱۰۱۷، حدیث ۱۵۰۴، صفحہ ۵۹۷﴾

”زوید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، عمر ابن خطاب نے جبرا اسود سے مخاطب ہو کر کہا تو ایک پتھر ہے نہ نقصان تیرے ہاتھ میں ہے اور نہ نفع، اگر میں نے رسول اللہ کو تجھے چوتھے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو ہرگز بوسہ نہ دیتا، پتھر بوسہ دیکر کہا ہمیں رمل کی کیا ضرورت تھی، ہمنے وہ تو مشرکوں کو دکھانے کے لئے کیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا پتھر فرمایا یہی چیز ہے جسے رسول اللہ نے کیا ہم سے چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔“

**نتیجہ:** اہل فکر اس روایت کے آگے کی روایات بھی دیکھیں، اور فیصلہ کریں کہ عمر ابن خطاب کا عقیدہ کیا تھا۔ جبرا اسود کو ایک پتھر سمجھ کر بوسہ دے رہے ہیں اور اسے پتھر کہہ

بھی رہے ہیں جسے معتبر روایت کے ذریعہ اللہ کے رسول نے لوگوں کے اعمال کا گواہ قرار دیا ہوا سے پھر سمجھ کر چونا سنگپرستی کے سوا کیا ہے؟ دوسرے اس روایت میں جبراً سود کے بوسہ کے بعد عمل (یعنی دوڑ کر چلنے کو) یہ کہنا کہ اس کی کیا ضرورت ہے یہ تو مشرکین کو دکھانے کے لئے کیا گیا، مذید عقیدہ عمری کو واضح کرتا ہے کہ حکم خدا و رسول گوبے ضرورت سمجھنا اور کہنا بتاتا ہے کہ وہ شک جوانہوں نے حدیثیہ میں رسول پر کیا تھا وہ مٹا نہیں ہے باقی ہے بلکہ اور بڑھ چکا ہے۔

#### (44): ”نسبت کا احترام“ -

(جلد ۱، کتاب المناسک، باب ۱۰۱۸، حدیث ۱۵۰۶، صفحہ ۵۹۷)

”ابن عباس روایت کرتے ہیں، رسول اللہ نے جمعۃ الوداع میں اپنی اوپنی پرسوار ہو کر طواف کیا اور لاٹھی کے ذریعہ جبراً سود کو بوسہ دیا۔“

**نتیجہ:** وہ افراد جو ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم علم، تعریف، تابوت، اور روضوں کی جالیوں کو کبھی چومنتے ہیں، اس روایت کو غور سے پڑھیں اور سمجھیں کہ حضور اونٹ پرسوار ہیں آپ کے ہاتھ جبراً سود تک نہیں پہنچ سکے تو آپ نے اپنے عصاء کو سنگ اسود سے مس کر کے بوسہ دیا یعنی اگر اصل تک رسائی نہ ہو تو کوئی ذریعہ بنا کر احترام ہو سکتا ہے۔ جو راز نبی کے اس فعل میں تھا وہی راز ہم شیعوں کے ان افعال میں ہے۔ چونکہ ہم اصل روضوں تک نہیں پہنچ سکتے لہذا ہم علم تعریفوں کو ذریعہ بنا کر احترام کر کے قرآن کے حکم پر عمل کرتے ہیں جس میں اللہ کی شانیوں کا احترام تقوے کی پیچان ہے۔

#### (45): ”جبریل اور باتی پاس سر جری،“ -

(جلد ۱، کتاب المناسک، باب ۱۰۶۳، صفحہ ۶۰۴)

”جو کچھ آب زم زم کے متعلق وارد ہوا ہے“ ”عبداللہ، یوسف، زہری اور انس بن مالک کے توسط سے روایت کی ہے کہ ابوذر بیان کرتے ہیں، رسول اللہ نے فرمایا میں مکہ میں تھا میری چھٹ کھول دی گئی، جبراً سود اترے اور انہوں نے میرے سینہ کو چاک کر کے زم زم کے پانی سے دھویا پھر ایک حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا سونے کا تشت لیکر آء اور اسے میرے سینے میں انڈیل دیا پھر سینہ سی دیا گیا میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان دنیا پر لے گئے جبراً سود نے آسمان دنیا کے داروغ سے کہا (دروازہ) کھولو، اس نے پوچھا کون؟ کہا جبراً سود۔

**نتیجہ:** کیا مضمکہ خیز روایت ہے، جبراً سود نہ ہو گئے معاذ اللہ سیدھار ہو گئے جو گھر کی چھٹ کھول کر اتر رہے ہیں۔ پھر وہی سرجن (surgery) بن گئے، ایمان سے بھرا تشت نبی کا سینڈ چاک کر کے آب زم زم سے دھو کر سینے کے اندر انڈیل رہے ہیں سینے میں ایمان بھرا جا رہا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ نبی بھی آج مومن بنائے جا رہے ہیں۔ (استغفار اللہ)

اور تماشہ یہ ہے کہ اس روایت کے راویوں میں حضرت ابوذر کا نام شامل کیا گیا، حالانکہ کہاں حضرت ابوذر اور کہاں یہ خرافات۔

(46): ”قرآن اور احکام رسول کی کتاب مولانا کے پاس تھی۔“

(جلد ۱، ابواب العمرہ، باب ۱۱۷۱، حدیث ۱۷۴۳، صفحہ ۶۷۵)

”مولانا روایت کرتے ہیں کہ، میرے پاس اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کا صحیفہ ہے کہ مدینہ حاضر سے لیکر فلاں فلاں مقام تک حرم ہے جو شخص یہاں نئی باتیں نکالے یا کسی مبتدع (بدعی) کو پناہ دے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور جملہ انسانوں کی لعنت ہے، نہ اس سے فرضی عبادت قبول کی جاتی ہے اور نفلی، اور فرمایا مسلمانوں میں سے کسی ایک کاذمہ (کافی) ہے جو شخص کسی مسلمان کا عہد توڑے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور جملہ انسانوں کی لعنت ہے، نہ اسکے فرائض قبول کئے جائیں گے نہ نوافل۔ جو شخص اپنے آقا کی اجازت کے بغیر کسی سے موالات کا عہد کرے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور جملہ انسانوں کی لعنت ہے، اسکی نہ فرضی عبادت قبول کی جائے گی نہ نفل عبادت۔“

**نتیجہ:** میں نے ابتدائی کتاب میں یہ بات تحریر کی تھی کہ جیسے اللہ نے فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ کو محفوظ رکھا، ویسے ہی صحیح بخاری جیسی مبلغ کزب و نفاق کتاب میں کہیں کہیں پر حق محفوظ ہے اسی سلسلہ کی یہ روایت ہے جس کو پڑھنے کے بعد یہ بات پائے ثبوت تک پہنچتی ہے کہ لوگوں نے ”حبنا کتاب اللہ“ کا دعویٰ اور سیرت رسول پر چلنے کا دعویٰ تو کیا مگر نہ ان لوگوں کے پاس قرآن تھا نہ سیرت، وجہ تھی عداوت حضرت علی! چونکہ یہ لوگ حضرت علی سے دور ہوئے تو کتاب سے دور ہوئے اور سیرت رسول سے بھی دور ہو گئے، کیونکہ قرآن بھی مولانا کے پاس تھا اور وہ صحیفہ بھی جسمیں مکمل احکام رسول تھے، وہ

بھی علی کے پاس تھا۔ ایسا نہ ہوتا تو کوئی اور دعوے دار موجود ہوتا سوائے حضرت علی کے کسی نے دعویٰ نہیں کیا کہ قرآن اور صحیفہ رسول اس کے پاس ہے۔ اب اس روایت کو پڑھنے کے بعد لوگ فیصلہ کریں کہ دامن علی کو چھوڑنے والے کتنے نقصان میں ہے۔ دوسرے اس روایت میں حضرت علی نے کھلم کھلا لعنتیں کر کے یہ بھی سمجھا دیا ہے کہ مدینہ میں بدعت کرنے والے عہد توڑنے والے بیعت کے قابل نہیں تھے بلکہ لعنت کے قابل تھے اور ہیں۔

(47): ”معاذ اللہ! جسے نامرد ہونا ہو، وہ روزہ رکھے۔“

(جلد ۱، کتاب الصوم، باب ۱۱۹۳، حدیث ۱۷۷۸، صفحہ ۶۸۵)

”علقہ روایت کرتے ہیں، میں عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ جا رہا تھا، انہوں نے بتایا ہم رسول اللہ کے ہمراہ تھے آپ نے فرمایا جو حق الہمہ دے سکتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نگاہ پنچی کرتا ہے اور زنانے سے بچاتا ہے اور جو اس پر قادر نہ ہو وہ روزہ رکھے کیوں کہ روزہ حصی کر دیتا ہے۔“

**نتیجہ:** اہل عقل ملاحظہ فرمائیں کہ کس معیار کی روایت ہے اور روزے کی کیا خوب فضیلت ہے؟ معتقدین بخاری اگر روزہ دار ہیں تو وہ اپنی اولاد کی ولدیت کے لئے کیا فرماتے ہیں؟

(48): ”عائشہ کی جرأت شرم و حیا۔“

(جلد ۱، کتاب الصوم، باب ۱۲۰۷، حدیث ۱۷۹۹، صفحہ ۶۹۱)

”عائشہ روایت کرتیں ہیں کہ رسول اللہ اپنی بعض ازواج کا بوسہ لیتے، جبکہ روزے کی حالت میں ہوتے پھر (جاکر) ہنس دی۔“

**نتیجہ:** ذرا ملاحظہ کریں کہ رسول کی زوجہ سے بوسہ و کنار کے متعلق پوچھنے والے بھی خوب تھے اور بتانے والی کا بتانا بھی خوب۔ حدیث رسول ہے کہ حیا ایمان کا نصف حصہ ہے اس روایت کے مطابق اگر عائشہ کے دل میں کچھ ایمان موجود بھی تھا تو وہ بھی اس روایت کے ذریعہ خدا حافظ۔

(49): ”حالتِ سفر میں روزہ قصر ہونے کی دلیل۔“

(جلد ۱، کتاب الصوم، باب ۱۲۱۸، حدیث ۱۸۱۵، صفحہ ۶۹۷)

”جابر ابن عبد اللہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ نے اثنائے سفر میں ایک جوام دیکھا اور ایک شخص پر نظر پڑی جس پر سایہ کیا گیا تھا، فرمایا کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا روزہ دار ہے، فرمایا سفر میں روزہ رکھنا کوئی اچھی بات نہیں۔“

**نتیجہ:** ایسی کئی روایات اس جلد اول میں موجود ہیں جن سے ثابت ہے کہ پیغمبر اسلام نماز ظہر، عصر اور مغرب و عشامہ کر پڑھتے تھے، سفر میں نماز قصر کر کے پڑھتے تھے اور سفر میں روزے کو بہتر نہیں جانتے تھے مگر دعوے دار ان پر یہ رسول ان سب باقی کی

فی مخالفت بھی کرتے ہیں اور رسول کی پیروی کرنے والوں پر فتوے بھی جڑتے ہیں جس سے ثابت ہے کہ وہ بخاری کو بھی صرف عداوتِ اہل بیت میں سینے سے لگائے ہیں، معتبر اس کو بھی نہیں سمجھتے۔

(50): ”ترواتِ بدعت ہے، اعتراضِ عمر۔“

(جلد ۱، کتاب الصیام، باب ۱۲۵۲، حدیث ۱۸۷۵، صفحہ ۷۱۵)

”ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ نے فرمایا جو شخص رمضان میں (رات کو) ایمان و لیقین کے ساتھ قیام کرتا ہے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں، ابن شہاب کہتے ہیں، رسول اللہ دنیا سے رخصت ہو گئے تو حالت وہی رہی، ابو بکر کے دور خلافت اور عمر کی خلافت کے ابتدائی زمانے میں بھی وہی حال رہا، عبدالرحمٰن کہتے ہیں، میں حضرت عمر کے ہمراہ رمضان کی ایک رات مسجد میں گیا تو لوگوں کو الگ الگ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، کہیں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے تو کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ عمر نے کہا میرے خیال میں انہیں ایک ہی قاری پر متفق کر دیا ریا جائے تو زیادہ بہتر ہے ان سب کو ابی ابن کعب (کی اقتداء) پر جمع کر دیا پھر میں ان کے ساتھ دوسری رات گیا تو وہ قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، عمر بولے یہ اچھی بدعت ہے اور رات کا وہ حصہ جس میں لوگ سو جاتے ہیں اس سے بہتر ہے جس میں کھڑے ہوتے ہیں اور ابتدائی حصہ میں کھڑے ہوتے تھے۔“

**نتیجہ:** ترواتِ کے عشاقد بھیں یہ سیرتِ رسول ہے نہ سنتِ ابو بکر۔ یہ بدعت ہے

۵۹	میت کو بولنے کا اختیار ہے۔
۶۰	زندوں کو پکارنے کی دلیل۔
۶۱	پہلوئے رسول میں دفن ہونا سبب امان نہیں۔
۶۲	عمر حکم رسول گو غیر ضروری سمجھتے تھے۔
۶۳	نسبت کا احترام
۶۴	جبریل اور بائی پاس سر جری۔
۶۵	قرآن اور احکام رسول گی کتاب مولائی کے پاس تھی۔
۶۶	معاذ اللہ جسے نامد بنا ہو وہ روزہ رکھے۔
۶۷	عاشرہ اور شرم و حیا۔
۶۸	سفر میں روزہ قصر ہے۔
۶۹	تراتونگ بدعت ہے۔
۷۰	معاذ اللہ نبی یحیوں گئے کہ شب قدر کب ہے۔
۷۱	عاشرہ اور حصہ نگاہ رسول میں۔
۷۲	معاویہ کی ماں اور چوری کی اجازت۔
۷۳	بنت رسول سے گواہ مانگنے والا، صحابی سے گواہ نہیں مانگتا۔
۷۴	معاذ اللہ پیغمبر اسلام حضرت موسیٰ سے مکرت تھے۔
۷۵	وقات رسول کے وقت ابو بکر و عمر سقیفہ میں۔
۷۶	رسول گی عاشرہ اور حصہ سے ناراضگی اور طلاق۔
۷۷	عاشرہ کا حسد۔
۷۸	ہجرت کا ثواب نیت پر ہے۔
۷۹	النصاف کا دوہرہ امیار۔
۸۰	معاذ اللہ رسول آئین بھول گئے تھے۔

۸۱	معاویہ اور اس کے ساتھی ہوئی ہیں۔
۸۲	جنگ خین میں صحابہ کافر، صحابی کا اقرار۔
۸۳	خیر میں اصحاب آزادی علم۔
۸۴	ابو ہریرہ کا ایک اور لطیفہ۔
۸۵	جذاب فاطمہ کا دعوائے فدک اور ابو بکر سے ناراضگی۔
۸۶	ابو بکر کی پیش کردہ حدیث کی حقیقت۔
۸۷	عاشرہ کا جھرو شیطان کی گزرگاہ۔
۸۸	منکرین و سیلے غور کریں۔
۸۹	معاذ اللہ رسول جادو کے اثر سے بھلکو ہو گئے تھے۔
۹۰	صلح حدیبیہ میں عمر بن خطاب کا شک۔
۹۱	معاذ اللہ عورتوں کی خیانت کی ذمہ دار حضرت حوا۔
۹۲	رسول کے صحابی مرتد (کافر) ہو جائیں گے۔
۹۳	معاذ اللہ حضرت ابراہیم نے اپنا ختنہ خود کیا۔
۹۴	حضرت ابراہیم اور تمیں جھوٹ۔
۹۵	درود میں صرف آل محمد شریک محمد ہیں۔
۹۶	معاذ اللہ جابریل نے نبی گوشہ پیش کی۔
۹۷	حضرت موسیٰ نے ملک الموت کو گھونسہ مارا۔
۹۸	حضرت آدم اور حضرت موسیٰ میں بحث۔
۹۹	امام حسن شیعہ رسول۔
۱۰۰	زیارت قبر جائز ہے۔
۱۰۱	مولائی سے جنگ کرنے والے اسلام سے خارج ہیں۔
۱۰۲	رسول خدا کا علم غیب اور گریہ۔

جس کا اقرار عمر نے کیا، مگر اچھی بدعوت کہہ کے بڑھاوا بھی دیا۔ حالانکہ اس سے پہلے ۳۲۷ء میں روایت موجود ہے جس میں رسول نے مدینہ میں بدعوت کرنے والے پر اور بدعتی کو پناہ دینے والے پر لعنت کا ذکر کیا ہے عمر کا اقرار بتارہا ہے کہ انہوں نے بدعوت کو روکا نہیں بلکہ بڑھایا۔ اور مدینہ میں بدعوت کی اب دونوں حدیثیں پڑھ کر فیصلہ کیجئے کہ ہندوستان میں بدعوت کرنے والے کو تو مرکزے ملامت بنایا جاتا ہے مدینہ کے بدعتی کو کیا کہا جائے گا؟

### (51): ”معاذ اللہ نبی بھول گئے شب قدر کب ہے۔“

﴿جلد ۱، کتاب البویع، باب ۱۲۷۴، حدیث ۱۹۰۸، صفحہ ۷۲۶﴾

”عائشہ روایت کرتیں ہیں رسول اللہ نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھنے کا ذکر کیا تو عائشہ نے بھی اجازت مانگی، آپنے دے دی، خصہ نے عائشہ سے کہا انہیں بھی اجازت لے دیں (انہیں بھی مل گئی)۔ زینب بنت جوش نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے ایک خیمہ نسب کرنے کو کھاچنا پچھا ان کے لئے بھی ایک خیمہ نصب کر دیا گیا، عائشہ کہتی ہیں جب رسول اللہ نماز پڑھ کر اپنے خیمہ کو جانے لگے تو ان خیموں پر نظر پڑی تو پوچھا یہ خیمے کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ عائشہ، خصہ اور زینب کے خیمے ہیں، فرمایا ان کا ارادہ نیکی کا نہیں، میں (اس دفعہ) اعتکاف نہیں بیٹھوں گا چنانچہ آپ واپس چل دئے جب روزے گزر گئے تو شوال کے ایک عشرے میں اعتکاف کیا۔

**نتیجہ:** بہت ہی واضح ہی روایت ہے کہ نبی کی نظر میں عائشہ، خصہ کی کیا حیثیت تھی۔ ملاحظہ کیجئے یہ جملہ بھی کہ نبی نے خیمے دیکھ کے پوچھا یہ کیا ہے؟ نبی کا سوال بتارہا ہے کہ نبی کو علم نہیں تھا کہ یہ خیمے کس کے ہیں اور عائشہ کہتی ہیں کہ مجھے رسول نے اجازت

بھول گئے ہوں گے۔

### (52): ”قول رسول کے مطابق، عائشہ اور خصہ کا ارادہ نیک نہیں۔“

﴿جلد ۱، کتاب البویع، باب ۱۲۷۴، حدیث ۱۹۰۸، صفحہ ۷۲۶﴾

”عائشہ روایت کرتیں ہیں رسول اللہ نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھنے کا ذکر کیا تو عائشہ نے بھی اجازت مانگی، آپنے دے دی، خصہ نے عائشہ سے کہا انہیں بھی اجازت لے دیں (انہیں بھی مل گئی)۔ زینب بنت جوش نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے ایک خیمہ نسب کرنے کو کھاچنا پچھا ان کے لئے بھی ایک خیمہ نصب کر دیا گیا، عائشہ کہتی ہیں جب رسول اللہ نماز پڑھ کر اپنے خیمہ کو جانے لگے تو ان خیموں پر نظر پڑی تو پوچھا یہ خیمے کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ عائشہ، خصہ اور زینب کے خیمے ہیں، فرمایا ان کا ارادہ نیکی کا نہیں، میں (اس دفعہ) اعتکاف نہیں بیٹھوں گا چنانچہ آپ واپس چل دئے جب روزے گزر گئے تو شوال کے ایک عشرے میں اعتکاف کیا۔

**نتیجہ:** سبحان اللہ! بخاری صاحب! شب قدر کا مطلب ہے وہ رات جسمیں قرآن نازل ہوا اور رسول کا مطلب ہے جس پر نازل ہوا، جب مرکب نزول قرآن کا یہ عالم ہے کہ نزول قرآن کی شب کا علم نہیں باقی رہتا تو باقیوں کے علم کا خدا ہی حافظ ہے۔ اہل عقل غور کریں اس روایت کی رو سے معاذ اللہ کیا تصویر رسول سامنے آتی ہے اور دوسرے

دے دی تھی۔ اگر اجازت دے دی تھی تو نبی کے پوچھنے کا کیا جواز ہے؟ دوسرے نبی نے فرمایا کہ میں اعتکاف نہیں کروں گا ان کا ارادہ تسلی کا نہیں ہے۔ اندازہ لگائیے کہ کتنی خطرناک عورتیں تھیں کہ جس نبی نے کفار کے شکر دیکھ کر تبلیغِ اسلام نہ چھوڑی ہو وہ ان کے ارادے دیکھ کر اعتکاف کو ترک کر رہا ہے۔

### (53): ”معاویہ کی ماں اور چوری کی اجازت۔“

﴿ جلد ۱، کتاب الکفار، باب ۱۴۲۶، حدیث ۲۱۳۷، صفحہ ۷۹۹﴾

”عائشہ روایت کرتی ہیں ام معاویہ نے رسول اللہ کی خدمت میں گزارش کی، ابو سفیان ایک بخیل آدمی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ چپکے سے اس کے ماں سے کچھ اڑالیا کروں، فرمایا دستور کے مطابق اتنا لو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لئے کافی ہو۔

**نتیجہ:** اول تو معاویہ کی ماں کی بہت کی داد دیجئے کہ رسول سے چوری کی اجازت مانگ رہی ہے دوسرے راوی کی بہت کی داد کہ معاذ اللہ رسول اللہ اجازت دے رہے ہیں۔ خیر ابوسفیان کی صورتِ اصل کی نقاب کشائی کے ساتھ معاویہ کی ماں کی ایک اور خصلت تو ثابت ہوئی گئی کہ شوہر کے ساتھ خیانت میں ماہر تھی۔ جب ماں کا یہ عالم ہے تو فرزند کی خیانتوں کے کیا کہنے۔

(54): ”بنت رسول سے گواہ مانگنے والا، صحابی سے گواہی نہیں مانگتا۔“

﴿ جلد ۱، کتاب الکفار، باب ۱۴۲۶، حدیث ۲۱۳۷، صفحہ ۷۹۹﴾

”جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر بھرین سے مال آگیا تو تمہیں اتنا (کچھ اندازہ کر کے) دوں گا لیکن بھرین سے مال نہ آیا تھا کہ رسول اللہ کا انقال ہو گیا، جب بھرین سے مال آیا تو ابو بکر نے اعلان کرایا جس شخص سے رسول نے کوئی وعدہ کیا ہو یا آپ پر کسی کا قرض ہو تو میرے پاس آجائے، چنانچہ میں ان کے پاس آیا میں نے کہا رسول اللہ نے مجھے اتنا (مال) کا وعدہ کیا تھا، مجھے ابو بکر نے مٹھی بھر کر دی میں نے گناہ پانچ سو (دینار یا درهم) تھے اور کہا اس سے دو گناہ لے لو۔“

**نتیجہ:** خدارہ انصاف کیا جائے کہ جابر بن عبد اللہ محترم ضرور ہیں مگر کہاں بتت رسول کہاں جابر اور ایک طرف جب حضرت فاطمہ بنت رسول سلام اللہ علیہما اسی ابو بکر کے پاس اپنا فدک واپس لینے لگیں تو گواہ مانگ کرنے اور جابر مال لینے کرنے تو بغیر گواہ کے صرف مال ہی نہیں دیا گیا بلکہ دو گناہ لینے کو کہا گیا۔ اہل انصاف اس ابو بکر کو کیا کہیں گے جو صحابی کے دعوے پر یقین کرے اور اس بی بی کے دعوے پر یقین نہ کرے جس کی طہارت تطمیئن اور جس کی صداقت میں آیتِ مبارکہ آئی تھی۔

(56): ”وفاتِ رسول“ کے وقت ابو بکر و عمر سقیفہ میں۔

(جلد ۱، کتاب المظالم، باب ۱۵۴۴، حدیث ۲۲۸۷، صفحہ ۸۵۴)

”ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ انہیں عمر نے بتایا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اٹھایا تو انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں مل بیٹھے میں نے ابو بکر سے کہا ہمارے ساتھ چلنے چنانچہ بنی ساعدہ کے ساتبان میں گئے۔“

**نتیجہ:** اس سے واضح اور کیا بیوں ہو گا کہ ابو بکر اور عمر بنی کے جنازے کو چھوڑ کر سقیفہ چلے گئے۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ وہاں انصار خلافت کے لئے جھکڑا کر رہے تھے اس لئے گئے تاکہ لوگوں میں اختلاف نہ ہو تو سوال یہ ہے کہ اگر رسول ابو بکر یا عمر کو خلیفہ بنائے گئے تو انصار سقیفہ میں کیوں جمع ہو گئے تھے دوسری باتیں ثابت ہیں یا تو رسول نے ابو بکر کو خلیفہ نہیں بنایا تھا یا کم سے کم انصار کی نظر میں ابو بکر خلیفہ بننے کے قابل نہیں تھے۔

(57): ”رسول کی عائشہ اور حفصہ سے ناراضگی اور طلاق۔“

(جلد ۱، کتاب المظالم، باب ۱۵۵۰، حدیث ۲۲۹۳، صفحہ ۷۵۶)

”ابن عباس روایت کرتے ہیں، میری خواہش رہی کہ عمر سے ان دوازدواج رسول کے بارے میں پوچھوں جن کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے“ اگر تم دونوں رجوع کرلو (تو بہتر ہے) تمہارے دونوں میں کبھی پیدا ہو گئی ہے“ میں ان کے ہمراہ حج پر گیا وہ راستے سے ہٹ گئے تو میں بھی چھاگل لے کر ان کے ساتھ مڑا، وہ رفع حاجت کو گئے، واپس آئے تو میں نے چھاگل سے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہوں نے وضو کیا (اسی

(55): ”معاذ اللہ پیغمبر اسلام حضرت موسیٰ سے مکتر تھے۔“

(جلد ۱، کتاب فی الخصومات، باب ۱۵۰۴، حدیث ۲۲۴۳، صفحہ ۸۳۷)

”ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں، دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو گالی دی ان میں ایک مسلمان اور دوسرا یہودی تھا۔ مسلمان نے کہا، قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد کو ساری دنیا پر فضیلت بخشی، یہودی بولا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو ساری دنیا پر فضیلت عطا کی، مسلمان نے یہ سنا تو یہودی کے تھپڑ رسید کیا، یہودی رسول کی خدمت میں آیا اور پیش آمدہ حالات سے آپ کو آگاہ کیا، رسول اللہ نے فرمایا مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے دن لوگوں پر غصی طاری ہو گی اور میں بھی انہیں لوگوں کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا تو موسیٰ عرش کا کونہ پکڑے دکھائی دیں گے میں نہیں جانتا وہ بے ہوش ہو کر مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے یا اللہ تعالیٰ نے انکو بے ہوشی سے مستثنی کر دیا ہے۔“

**نتیجہ:** نہ جانے کیوں ابو ہریرہ نے یہ عہد کر لیا تھا کہ جب بھی روایت کروں گا تو ایسی ہی کروں گا جس سے عظمت پیغمبر ﷺ ہرنہ ہونے پائے چنانچہ یہاں بھی وہی کیا کہ پہلے سردار انبیاء کی زبانی ان کو موسیٰ سے مکتر کہلوایا، پھر اہل محشر کے ساتھ بے ہوش کروایا، حالانکہ اہل محشر میں کفار و مشرکین بھی ہوں گے یعنی معاذ اللہ قیامت کے دن کافر جس کیفیت سے گزریں گے، شافع محشر بھی اہل محشر جیسے ہوں گے تو شفاعت کیا ابو ہریرہ کریں گے؟

دوران) میں نے پوچھا یا امیر! رسول اللہ کی بیویوں میں سے وہ دو کون تھیں جن کے متعلق آئیں تھے؟ اخ نازل ہوئی، انہوں نے جواب دیا، ائے ابن عباس! تم پر حیرت ہے (تمہیں نہیں معلوم؟) وہ عائشہ اور حفصہ ہیں! پھر عمر نے متوجہ ہو کر پورا قصہ بیان کرنا شروع کر دیا، کہ میں اور میرے انصاری پڑوی بنی امیہ بن زید کے محلہ میں رہتے تھے جو مدینہ کے حوالی میں تھا اور ہم دونوں باری باری رسولؐ کی خدمت میں آتے تھے، ایک دن وہ اور ایک دن میں حاضر ہوتا جب میں جاتا تو پوری صورت حال سے انصاری کو آگاہ کرتا اور جب وہ جاتا تو وہ مجھے آکر بتاتا اور ہم فریشی لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے، جب ہم انصار کے پاس آئے تو دیکھا کہ ان کی عورتیں ان پر غالب رہتی تھیں، ہماری عورتوں نے بھی ان کی عورتوں کے اطوار اپنے شروع کر دئے، میں نے اپنی بیوی کو ایک بارڈ انٹا تو اس نے بھی بلند آواز سے جواب دیا اس کا یہ انداز مجھے تا گوار گز راء وہ بولی میرا جواب تمہیں تا گوار کیوں گز راء؟ بخدا رسول اللہ کی بیویاں آپ کو بھی جواب دیتی ہیں، اور آپ کی زوجہ آپ سے رات بھر جدا رہتی ہے، میں یہ سن کھبرا گیا اور کہا جس نے بھی یہ کیا اس نے بہت نقصان اٹھایا، میں کپڑے بدل کر حفصہ کے پاس آیا اور کہا، ائے حفصہ! کیا تم میں کوئی رسول اللہ کو رات بھر ناراض رکھتی ہے، کہا ہاں! میں نے کہا تم گھاٹے میں رہی اور تباہ ہو گئیں، کیا تمہیں اس کا ڈر نہیں جس سے رسول اللہ ناراض ہوں، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے اور تو ہلاک ہو جائے گی، آپ سے زیادہ گفتگو اور جواب دینے سے گریز کرو، اور آپ سے جدا بھی ہوا کرو اور جو بھی ضرورت ہو مجھے کہہ دیا کرو اور ہاں تمہیں یہ زعم بھی نہیں ہونا چاہئے پڑوں تم سے زیادہ خوبصورت اور آپ کو زیادہ پیاری ہے مراد اس

سے عائشہ تھیں، اور اس زمانے میں اس کا عام چرچ تھا کہ غسان کے لوگ ہم سے جنگ کے لئے گھوڑوں کی نال بندی میں مصروف تھے، میرے ساتھی اپنی باری کے دن رسولؐ کے پاس گئے عشا کے وقت واپس لوٹے دروازہ پر زور سے دستک دی اور کہا عمر سور ہے ہو؟ میں پٹپٹا کر باہر نکل آیا، بولے بہت بڑا حادثہ ہو گیا میں نے پوچھا غسانی چڑھ دوڑے؟ کہا نہیں اس سے بھی بڑا حادثہ ہوا ہے رسولؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے، میں بولا، حفصہ تو گھاٹے میں رہ گئی، مجھے پہلے سے ہی خدشہ تھا کہ ایسا ہو کر رہے گا میں نے کپڑے پہنے اور فجر کی نماز رسولؐ کے ساتھ جا کر ادا کی، آپ بالاخانے میں تشریف لے گئے اور وہاں اکیلے رہتے ہیں میں حفصہ کے پاس گیا، وہ رورہی تھی، میں نے پوچھا کیوں رورہی ہو؟ میں نے تمہیں پہلے خبر دار نہیں کیا تھا، کیا آپ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ کہا میں نہیں جانتی، آپ بالاخانے میں ہیں، میں باہر نکل کر منبر کے پاس آیا لوگ منبر کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اور بعض رورہی تھے، میں تھوڑی دیران کے ساتھ بیٹھا پھر مجھ پر افسوس نے غلبہ پایا تو میں اس بالاخانے کے قریب آیا، جہاں آپ تشریف فرماتے، میں نے آپ کے ایک جبشی غلام سے کہا، عمر کے لئے (زیارت کی) اجازت مانگو، وہ غلام اندر گیا اور رسولؐ سے تباہ لے خیال کیا، باہر آ کر اس نے کہا میں نے آپ سے تمہارا ذکر کیا ہے مگر آپ خاموش رہے، چنانچہ میں لوٹ آیا اور اس مجمع میں جا بیٹھا جو منبر کے پاس بیٹھے تھے، پھر ذہنی اذیت غالب آگئی، اٹھ کر غلام کے پاس آیا اور کہا عمر کے لئے اذن طلب کرو، اس نے وہی کیا اور کہا، میں پھر اس گروہ میں آبیٹھا، پھر رنج نے غلبہ پایا تو اٹھا اور جبشی غلام کے پاس گیا اور کہا عمر کے لئے اجازت مانگو، پھر اس نے پہلے کی

طرح بیان کیا، جب میں گھر آنے کے لئے پلٹا تو یک یک غلام نے بلا یا اور کہا آپ کو رسول اللہ نے ملنے کی اجازت دے دی ہے، میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپؐ بورے پر لیٹے ہوئے ہیں اور آپؐ کے جسم اور بورے کے درمیان کوئی بسترنہ تھا، بورے کے نشانات آپؐ کے جسم پر ظاہر تھے اور ایک تنکی بھی رکھا ہوا تھا، جس میں بھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، میں نے سلام عرض کیا اور کھڑے کھڑے پوچھا، کیا آپؐ نے بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپؐ نے نظر میری طرف اٹھائی اور فرمایا نہیں، پھر میں نے کھڑے کھڑے (آپ کا دل) بہلانے کی خاطر کہا، یا رسول اللہ! دیکھئے ہم قریش لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے پھر جب ہم ایسے لوگوں کے پاس آئے جن پر عورتوں غالباً رہتی ہیں، پھر سارا ماجرا کہہ سنایا، رسول اللہ مسکرا دئے، پھر میں نے آپؐ سے کہا کاش آپؐ دیکھتے کہ میں حصہ کے پاس گیا اور اس سے کہا تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تمہاری پڑوں یعنی عائشہ تم سے خوبصورت ہے اور آپؐ کو زیادہ عزیز ہے آپؐ پھر مسکرا دئے، میں نے جب آپؐ کو مسکراتے دیکھا تو میں بیٹھ گیا، میں نے آپؐ کے گھر کا بغور جائزہ لیا، تو سوائے تین کچھی کھالوں کے کچھ نظر نہ آیا میں نے عرض کیا آپؐ دعا کیجئے، خداۓ تعالیٰ آپؐ کی امت پر وسعت کرے کیونکہ اہل فارس و روم کو خوب خوشحالی حاصل ہے اور انہیں دنیا دی گئی ہے، حالانکہ وہ اللہ کی بندگی نہیں کرتے اس وقت آپؐ تنکی لگائے ہوئے تھے، آپؐ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹھ! کیا تمہیں اس میں شک ہے کہ انہیں ان کی نیکیوں کی جزا اسی دنیا میں دی گئی ہے، میں نے عرض کیا، میرے لئے بخشش کی دعا فرمائیے (در اصل) رسول اللہ اس راز کی وجہ سے اپنی ازواج سے الگ ہو گئے تھے جو حصہ نے عائشہ پر آشکار

کر دیا تھا اور آپؐ نے فرمایا میں (کامل) ایک ماہ اپنی ازواج کے پاس نہیں جاؤں گا کیوں کہ آپؐ بہت رنجیدہ تھے، جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو متینہ کیا تو اس وقت ۲۹ دن بیت چکے تھے آپؐ سب سے پہلے عائشہ کے پاس گئے، عائشہ نے آپؐ سے کہا، آپؐ نے تو ایک ماہ ہمارے پاس نہ آنے کی قسم کھائی تھی اور ابھی تو ۲۹ رات تین گزری ہیں جنہیں میں گن رہی ہوں آپؐ نے فرمایا مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے اور وہ مہینہ (وقتی) ۲۹ دن کا تھا، عائشہ بیان کرتی ہیں جب آیت تحریر نازل ہوئی تو سب سے پہلے آپؐ نے مجھ سے پوچھا، میں تمہیں ایک بات کہتا ہوں ضروری نہیں کہ تم مجھے فوراً جواب دو، تا آنکہ تم اپنے والدین سے مشورہ کرلو، عائشہ کہتی ہیں آپؐ کو یقین تھا کہ میرے والدین مجھے علیحدگی کا مشورہ نہیں دیں گے، پھر آپؐ نے آیت یا لکھا لنبی قل لاز وجک عظیماً تک تلاوت کی، میں نے عرض کیا میں اس باب میں والدین سے کیا مشورہ لوں گی، میں تو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور آخرت کو محظوظ رکھتی ہوں پھر آپؐ پنے تمام عورتوں کو میہی اختیار دیا اور ان سب نے یہی جواب دیا جو عائشہ نے دیا تھا۔

**نتیجہ:** اس طویل روایت کا نتیجہ بھی بہت طویل نہ ہو جائے اس لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ خدا کا شکر ہے جس نے امام بخاری کے ہاتھوں اور عمر کے منھ سے اس بات کو ظاہر کروادیا کہ وہ دعورتوں جن کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں اور کوئی نہیں ابو بکر کی بیٹی عائشہ اور عمر کی بیٹی حصہ تھیں۔ روایت کا ماحصل یہی ہے۔ باقی ساری باتیں پیوند کاریاں ہیں، بہر حال رسولؐ کا ایک مہینہ ان دونوں سے دور رہنا، عمر کا پریشان ہونا، حصہ کارونا، اور دوسرے لوگوں کا غم زدہ ہونا دلیل ہے کہ بات صرف میاں یوں کے وقت جھگڑے کی نہیں

تھی بلکہ نوبت طلاق کی ہو ہی گئی تھی۔

### (58): ”عائشہ کا حسد“۔

﴿ جلد 1، کتاب المظالم، باب 1559، حدیث 2306، صفحہ 862 ﴾

”انس روایت کرتے ہیں، رسول اللہ اپنی ازاں میں سے کسی ایک زوجہ کے پاس تھے، امہات المؤمنین میں سے کسی نے خادم کو پیالہ دیکر بھیجا، جس میں کھانا تھا، عائشہ نے ایک ہاتھ (رشک کے باعث) اس پر مارا اور اسے توڑا لاء، رسول اللہ نے اس پیالے کو جوڑا اور اس میں کھانا رکھا پھر صحابہ سے فرمایا، کھاؤ۔ اور کھانا لانے والے اور پیالے کو روک لیا، جب لوگ کھانا لکھا چکتے تھے پیالہ و اپس کیا اور شکستہ پیالہ رکھ لیا۔

**نتیجہ :** روایت کے آئینہ میں عائشہ کی صورت مع سیرت کے بہت صاف دکھائی دے رہی ہے، مگر افسوس ان عقولوں پر جو عام حاصلہ عورتوں جیسا روتیہ رکھنے والی عورتوں کو عقیدت کے کوہ پر بٹھائے ہوئے ہے اور عقیدت کے اندر ہے پن کی اس سے بڑی دلیل کیا ہو گی کہ مترجم نے لکھا ہے کہ (مارے رشک کے)۔ اندازہ سمجھنے کے جب اندر ہی عقیدت کو حسر رشک نظر آ رہا ہے تو کافر صفت لوگوں کو مسلمان کہنے میں کیا جاتا ہے۔

### (59): ”ہجرت کا ثواب نیت پر ہے“۔

﴿ جلد 1، کتاب الرین، باب 1588، حدیث 2350، صفحہ 876 ﴾

”علقہ بن وقار نے عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر آدمی کو نیت کا پھل ملے گا، پس جسکی ہجرت اللہ اور

رسولؐ کی طرف ہے تو وہ ہجرت اللہ اور رسولؐ کی طرف شمار ہو گی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہے تو وہ اسی چیز کی طرف ہجرت شمار ہو گی جس کی طرف ہجرت کی۔“

**نتیجہ :** اس دلیل کی روشنی میں اہل نظر پر فرض ہے کہ وہ کسی بھی نبی کی ہجرت کے ساتھی کے ساتھ کونہ دیکھیں بلکہ اس کی نیت کو دیکھیں کہ آخر نبیؐ کے رونے کے باوجود اس نے کیوں ہجرت کی، آخر نیت کیا تھی، اگر نیت اللہ اور نبیؐ کی طرف ہجرت تھی تو رونے کی ضرورت کیا تھی۔

### (60): ”النصاف کا دو ہر امعیار۔“

﴿ جلد 1، کتاب الہبة، باب 1637، حدیث 2436، صفحہ 908 ﴾

”ابن جریرؓ نے عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ نبیؐ صہیب مولیؐ ابن جدعان نے دو گھروں اور ایک جھرے کا دعویٰ کیا کہ رسول اللہ نے یہ صہیب کو عطا فرمائے تھے، پس مروان نے کہا کہ تمہارے اس دعوے کی گواہی کون دیتا ہے، انہوں نے کہا کہ ابن عمر، پس انہیں بلا یا گیا تو انہوں نے شہادت دی کہ یقیناً رسول اللہ نے صہیب کو دو مکان اور ایک جھرہ عطا فرمایا تھا، پس مروان نے ان کی شہادت پر ان لوگوں کے حق میں فصلہ کر دیا۔“

**نتیجہ :** ہم اس سے پہلے بھی ایک روایت تحریر کر چکے ہیں جس میں ابو بکر نے جابر بن عبد اللہؓ کو بغیر کسی گواہ کے بھرین کا مال دے دیا اس کے بعد یہ روایت پیش ہے جس میں

مردان نے صرف این عمر کی گواہی پر یقین کر کے فیصلہ دے دیا۔ اب فیصلہ اہل حق کریں کہ یہ دوہرہ معیار کیا ہے ایک طرف جابرؓ سے گواہ مانگا ہی نہیں جاتا دوسری طرف ایک صحابی کے بیٹے کی گواہی کافی مانی جاتی ہے تیری طرف بنت رسولؓ سے گواہ مانگے جاتے ہیں اور پھر جب وہ مولانا علیہ السلام اور حسینؑ جیسے گواہوں کو پیش کرتی ہیں تو عمر کے بیٹے کی گواہی مان لینے والے مردان کے پیر نبیؐ کے بیٹوں کی گواہی ماننے سے انکار کر دیتے ہیں ایسے شخص کے خلیفہ ہونے کی گواہی دینے سے بڑا کفر اور کیا ہو گا۔

### (61): ”معاذ اللہ رسولؐ آئیں بھول گئے تھے۔“

﴿جلد ۱، کتاب الشہادت، باب ۱۶۵۴، حدیث ۲۴۶۷، صفحہ ۹۲۰﴾

”عائشہ کا بیان ہے کہ نبیؐ کریمؐ نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن کریم پڑھنے ہوئے ساتھ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر حرم فرمائے کہ اس نے فلاں فلاں سورت کی فلاں آئیں مجھے یاددا دیں جو میرے ذہن سے ساقط ہو گئیں تھیں۔“

**نتیجہ:** اندازہ لگائیے کہ عدالتِ اہل بیتؐ نے کہاں تک پہنچا دیا کہ معاذ اللہ اللہ کا رسولؐ آئیں بھول چکا تھا کسی اور نے آئیں یاددا نہیں۔ اصل میں یہ سب تمہید ہے اس شخص کی خلافت کو حق بجانب ثابت کرنے کی جس نے خود اقرار کیا کہ مجھے سورہ بقراءۃ نہ ہو سکا۔ ظاہر ہے جب تک رسولؐ کو قرآن بھولتے ہوئے نہیں دکھایا جائے گا تب تک سورہ بقر بھولنے والے کو اس کا جائزین کیے ثابت کیا جاسکتا ہے۔

### »صحیح بخاری، جلد دوم سے متعلق روایات«

(62): ”معاویہ اور اس کے ساتھی جہنمی اور باغی ہیں۔“

﴿جلد ۲، کتاب الجہاد والسبیر، باب ۶۲، حدیث ۷۷، صفحہ ۶۶﴾

”حضرت ابن عباسؓ نے عکرمہ اور علی بن عبد اللہ سے فرمایا کہ تم دونوں ابوسعید خدری کے پاس جاؤ اور ان سے حدیث کا سماع کرو پس ہم دونوں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ باغ کو پانی دے رہے تھے، جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو ہمارے پاس تشریف لے آئے اور اختیار کی حالت میں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ جب مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی تو ہم ایک ایک ایسٹ اٹھا کر لاتے تھے لیکن حضرت عمارؓ دو دو ایسٹ لاتے تھے، جب نبیؐ گریمؐ ان کے پاس سے گزرے تو ان کے سر کا غبار جھاڑتے ہوئے فرمایا، عمارؐ کی اس حالت پر افسوس ہے کہ ان کو باغیوں کا ایک گروہ قتل کرے گا، یہ انہیں اللہ کی طرف بلا میں گے اور وہ ان کو جہنم کی طرف۔“

**نتیجہ:** بہت ہی واضح الفاظ میں نبیؐ نے حضرت عمارؐ کے قاتلوں کی پہچان اور حقیقت بتا دی ہے کہ جوان کو قتل کریں گے وہ باغی بھی ہوں گے اور جہنمی بھی، اب بخاری کی یہ روایت پڑھنے کے بعد صاحبانِ نظر انصاف سے تاریخی کتابیں پڑھ کر دیکھ لیں کہ حضرت عمارؐ کو قتل کرنے والے کون تھے؟ اس میں کوئی تاریخی اختلاف نہیں ہے کہ حضرت عمارؐ جگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے چہاد کر رہے تھے ان کا حضرت علیؓ کی طرف ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ حق حضرت علیؓ کی طرف تھا، دوسری طرف عمارؐ نے

جن سے جہاد کیا وہ کوئی اور نہیں بلکہ معاویہ اور اس کے ساتھی تھے، بخاری پر یقین کرنے والے کم سے کم معاویہ کا جہنمی ہونا تسلیم کریں یا بخاری کو جھوٹا کہیں۔

(63): ”جَنَّةٌ حِنْيَنٌ مِّلْ أَصْحَابُ كَافِرٍ، إِيْكَ صَحَابَيْ كَا اَقْرَارٍ“

(جلد 2، کتاب الجهاد والسیر، باب 141، حدیث 190، صفحہ 100)

”برا بن عازب سے ایک آدمی نے دریافت کیا، ائے ابو عمرہ! کیا آپ نے جگ حنین سے فرار کیا تھا؟ جواب دیا خدا کی قسم نہیں رسول اللہ نہیں بھاگے تھے، ہاں! آپ کے اصحاب میں سے بعض نو عمر اور بزرگ لوگ جن کے پاس ہتھیار نہ تھے وہ ایسے تیرنماز لوگوں کے مقابلے پر آگئے ہوازن اور بنی نصر نے انہیں جمع کر لیا تھا اور جن کا نشانہ خطا کھاتا نہیں تھا، تو انہوں نے انہیں خطانہ کھانے والے تیروں پر دھر لیا، پس وہ بنی کریم کی جانب دوڑ آئے اور آپ اپنے سفید خچر پر جلوہ افروز تھے اور آپ کے پیچا زاد بھائی ابوسفیان بن حراث بن عبدالمطلب اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے، آپ نیچے اترے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی پھر فرمایا، میں نبی ہوں، اس میں زرا بھی جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب جیسے سردار کا بیٹا ہوں پھر آپ نے اپنے اصحاب کی صفائی فرمائی۔

**نتیجہ:** راوی نے بھاگنے والوں کے نام نہیں بتائے مگر کم سے کم اقرار ضرور کر لیا کہ بزرگ اصحاب نے فرار کیا تھا، بہر حال ہمارا مقصد یہاں سے بھی حاصل ہو ہی جاتا ہے کہ اصحاب کو معصوم نہ کہتے ہوئے بھی ان کی خطائیں نہ سننے والے اصحاب کی حقیقت سے روشناس ہوتے رہیں، اس روایت کے آخر میں ایک قبل غور بات یہ بھی ہے کہ بنی کریم

نے فرمایا کہ میں عبدالمطلب جیسے سردار کا بیٹا ہوں، یعنی عبدالمطلب کی اولاد ہونے پر فخر کیا۔ رسول خدا کے پچھا، باپ اور وادا کو فر کہنے والے کیا بیتا نہیں گے کہ اللہ کا رسول اپنے رسول ہونے پر فخر کرنے کے بجائے معاذ اللہ کا فر کا بیٹا ہونے پر کیوں فخر کر رہا ہے۔

(64): ”خیبر میں اصحاب اور آرزوئے علم۔“

(جلد 2، کتاب الجهاد والسیر، باب 186، حدیث 263، صفحہ 128)

”ابو حازم فرماتے ہیں کہ مجھے ہبہ بن سعد نے خبر دی کہ جگ خیر کے وقت نبی کریم نے فرمایا، کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی، وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں، رات لوگوں نے اسی انتظار میں گزار دی کہ دیکھیں جھنڈا اس کو عطا فرمایا جاتا ہے، اگلے روز ہر ایک اس کا تمنا تھا، آپ نے ارشاد فرمایا، علی کہاں ہیں؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ ان کی آنکھیں دھکتی ہیں، تو آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور ان کے لئے دعا کی تو وہ اس طرح شفایا ب ہو گئے جیسے انہیں کوئی تکلیف ہی نہیں تھی، پھر انہیں علم عطا فرمادیا وہ عرض گزار ہوئے کہ میں اس وقت تک ان سے لڑتا رہوں گا جب تک وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں تو آپ نے فرمایا پچکے سے جاؤ اور جب ان کے میدان میں پہنچ جاؤ تو انہیں دعوت اسلام دینا اور بتانا کہ ان پر کیا واجب ہے۔ خدا کی قسم اگر تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو بھی بدایت سے نواز دیا تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔“

**نتیجہ:** کہاں صحیح بخاری اور کہاں فضیلت امیر المؤمنین۔ یہ انتظام قدرت ہے

مُحَمَّدٌ پھپاتے پھپاتے بھی لکھنا ہی پڑ گیا کہ نبیؐ نے خیر میں علم علیؐ کو دیا۔ اور یہ کہہ کر دیا کہ یہ علم اس کو ملے گا جو اللہ اور رسولؐ کو چاہتا ہوگا اور اللہ اور رسولؐ اس کو چاہتے ہوں گے۔ یہ کوئی معمولی صفت نہیں ہے اگر معمولی بات ہوتی تو صحابہ شبِ داری نہ کرتے، صحابہ کا اشتیاق بتا رہا ہے کہ شبِ خیر نبیؐ نے جو صفتیں بتائی ہیں اگر وہ مل جائیں تو ہم بھی صاحبِ فضیلت بن جائیں گے۔ مگر ہوا اس کا الثانی جائے والوں کے مقدار سو گئے اور علیؐ علمدار خیر ہو گئے۔ روایت کے مطابق مولا علیؐ کے پاس نبیؐ کی دو ہری سند ہے یعنی علیؐ علیہ السلام، اللہ اور رسولؐ گوچاہتے ہیں، اللہ اور رسولؐ علیؐ کو چاہتے ہیں اب جس کا دل چاہے وہ اس علیؐ سے واپسہ ہو جائے جس کے پاس محبت خدا اور رسولؐ کی دو ہری سند ہے اور جس کا دل چاہے ان سے واپسہ ہو جنکے پاس رضی اللہ تعالیؐ عنہ کی سند ہیں تو ہیں مگر نہ ان سندوں پر خدا کی گواہی موجود ہے نہ نبیؐ کی گواہی۔

(65): ”ابو ہریہ کا ایک اور لطفہ۔“

﴿جلد 2، کتاب الجهاد والسیر، باب 196، حدیث 272، صفحہ 131﴾  
 ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے  
 بیوں میں سے کسی نبی کو ایک چیزوں نے کاٹ کھایا تو انہوں نے چیزوں کی پوری رہائش  
 کا گاہ کو آگ لگا کر سب کو جلا دیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی جانب وحی بھیجی کہ تمہیں ایک چیزوں نے  
 کاٹا لیکن تم نے ان کی پوری جماعت ہی کو جلا کر رکھ دیا، حالانکہ وہ تسبیح یا ان کرتیں تھیں۔﴾

**نتیجہ:** ہم اس سے پہلے بھی لکھ کے ہیں کہ شاید ابو ہریرہ نے عہد کر لیا تھا کہ جب

بھی روایت کروں گا تو اسی جس سے رسالت و نبوت کی توحید ہی تو چین ہو۔ جلد اول کی روایتوں کی طرح یہ بھی ویسی ہی روایت ہے کہ معاذ اللہ اللہ کے نبی پیغمبر کرنے والوں کو جلا کر مار رہے ہیں، ایک چیزوٹی نے ان کو کاٹا مگر انہوں نے سب کو مار دیا، ابو ہریرہ کو ایوب کر سے پوچھنا چاہئے تھا کہ انہوں نے اس سانپ کو کیوں چھوڑ دیا جس نے ان کو کاٹا تھا۔ افسوس زبان ابو ہریرہ پر جملکن نہیں اسے بیان کر دیا اگر زراسا بھی ایمان تھا تو یہ بھی تو بتا دستے کہ عمر نے رسولؐ کی بیٹی کا گھر جلا کر راکھ کر دیا تھا۔

(66): ”جنابِ فاطمہ کا دعوا یے فدک اور ابو بکر سے ناراضگی۔“

<sup>159</sup> جلد 2، كتاب الجهاد والسير، باب 243، حديث 336، صفحة 159.

”عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کی لخت جگر حضرت فاطمہ زہرا اسلام اللہ علیہا نے ابو بکر سے رسولؐ کی وفات کے بعد میراث سے اپنے حصہ کا سوال کیا اور جو رسولؐ اللہ نے اس مال سے چھوڑا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے فے کے طور پر مرحمت فرمایا تھا، ابو بکر نے جواب دیا کہ رسولؐ اللہ کا یہ فرمان ہے کہ ہم (انبیاء کرام) میراث نہیں چھوڑتے بلکہ ہم جو مال چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے، حضرت فاطمہ بنت رسولؐ سلام اللہ علیہا کو اس بات پر غصہ آیا اور پھر کلام نہ کیا اور اپنی وفات تک خلیفہ کا ول سے ترک کلام رکھا۔ یہ رسولؐ خدا کی وفات کے بعد جھوٹ مازنده رہیں۔ ————— اخ

**نتیجہ:** طوالت کے خوف سے پوری روایت نہیں لکھی کیوں کہ ہمارا جو مقصد تھا وہ روایت کے اسی حصے سے حاصل ہو رہا ہے حالانکہ روایت آگئی بھی جاری ہے مگر اس میں

جناب فاطمہ زہرا کو فدک نہ دینے کی ابو بکر کی وہی غلط تاویل ہے جونہ مطابق قرآن ہے اور نہ مطابق رسول، بہر حال روایت کا جتنا حصہ ہم نے پیش کیا وہ اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ بنت رسول نے فدک کا تقاضا کیا مگر ابو بکر نے رسول کا یہ فرمان کہ "ہم گروہ انبیاء میراث نہیں چھوڑتے بلکہ جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے، پیش کیا، حالانکہ ابو بکر نے یہ کہا تو اسی وقت حضرت فاطمہ نے قرآن کی آیتوں کو پیش کیا تھا جس میں ایک آیت یہ بھی تھی "حضرت داؤد نبی نے حضرت سلیمان نبی کو اپنا وارث بنایا۔ اگر حضرت داؤد نے کوئی میراث نہیں چھوڑی تھی تو جناب سلیمان کو وارث بنانے کا مقصد کیا تھا۔ دوسری آیات کے ذریعہ حضرت فاطمہ نے قول ابو بکر کو غلط ثابت کر کے واضح کر دیا کہ فدک میراث ہے، اور ابو بکر غاصب ہیں، ساتھ ہی ساتھ نبی پر بہتان باندھنے کے بھی مجرم ہیں۔

مگر افسوس بخاری صاحب نے ابو بکر کے ذریعہ پیش کی گئی غلط حدیث کو توثیق کر دیا مگر حضرت فاطمہ کے ذریعہ پیش کی گئی آیتوں کو تحریر نہیں کیا۔ خیر یہ تو لکھنا ہی پڑا کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ابو بکر سے ناراض ہوئیں اور انہوں نے اپنی وفات تک ابو بکر سے کلام نہیں کیا۔ حق کی تلاش کرنے والوں کے لئے یہی کافی ہے کہ بنی بی فاطمہ ابو بکر سے ناراض تھیں اور اسی دوسری جلد میں (آگے پوری روایت پیش کی جائے گی) یہ بھی موجود ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ "جس نے حضرت فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا، اہل نظر بخاری کی ان دونوں روایتوں کو پڑھنے کے بعد قرآن کے سورہ احزاب کی آیت نمبر ۷۵ کو پڑھ لیں جس میں ارشاد ہو رہا ہے کہ "جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دے اس پر اللہ کی لعنت ہے اور شدید عذاب ہے"۔ بخاری کی روایت اور قرآن کی

آیت پڑھنے کے بعد فیصلہ کیجئے کہ ابو بکر کو اس لقب سے یاد کریں۔

## (67): "ابو بکر کی پیش کردہ حدیث کی حقیقت۔"

﴿جَلْد٢، كِتَابُ الْجَهَادِ وَالسَّيْرِ، بَابٌ 245، حَدِيثٌ 339، صَفَحَةٌ 163﴾  
”ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "میرے وارثوں میں کوئی دینا تقسیم نہ کیا جائے، کیوں کہ جو مال میں چھوڑوں وہ میری ازواج اور خدمت گزاروں کے خرچ کے لئے ہے اور جو باقی نہیں وہ صدقہ ہے۔“

**نتیجہ:** اس سے پہلے کی روایت آپ پڑھ چکے ہیں جس میں ابو بکر نے قول رسول پیش کیا تھا کہ "ہم (انبیاء) کوئی میراث نہیں چھوڑتے ہیں، اس کے بعد والی روایت نمبر ۳۳۷ میں یہی قول عمر نے پیش کیا مگر اس کا ترجمہ ہے کہ "ہمارا (انبیاء کرام) وارث کوئی نہیں ہے، یہ دونوں قول اسی باب میں آگے پیچھے ہیں مگر اس کو کیا کیجئے گا کہ اس کے بعد ہی اوپر والی روایت ہے کہ نبی فرمारہے ہیں کہ "میرے وارثوں میں کوئی دینا تقسیم نہ کیا جائے" فیصلہ کیجئے اگر نبی گھسی کو وارث نہیں ہناتے ہیں تو پھر اس حکم کی کیا حیثیت ہے۔ اہل نظر غور کریں کہ ایک قول ابو بکر نے پیش کیا، ایک عمر نے اور ایک ابو ہریرہ نے، اب کیا کیجئے گا! اگر ابو بکر اور عمر کی بات مانئے گا تو ابو ہریرہ جھوٹے ثابت ہوتے ہیں اور اگر ابو ہریرہ کو سچا مانئے گا تو یہ دونوں خلفاء جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

میری رائے یہ ہے کہ آپ شیعوں کی بات مان لجھے کہ یہ تینوں جھوٹے ہیں۔

(68): ”عائشہ کا حجرہ شیطان کی گز رگاہ ہے۔“

﴿جلد 2، کتاب الجہاد والسیر، باب 246، حدیث 347، صفحہ 165﴾

”عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی گریم خطبہ دے رہے تھے تو آپ نے عائشہ کے حجرے کی جانب اشارہ کر کے فرمایا، ادھر (شرق) فتنہ ہے، تین مرتبہ یہ بات دہرائی، ادھر (نجد وغیرہ) سے شیطان سیرت لوگ نکلیں گے۔“

**نتیجہ:** اس روایت کے پڑھنے سے پہلے یہ واضح کرتا چلوں کہ میں صحیح بخاری کے جس ترجمہ کو پیش کر رہا ہوں وہ مولانا اختر شاہ جہاں پوری کا کیا ہوا ہے اور انہوں نے عربی عبارت کے سامنے ترجمہ کر کے اردو عبارت لکھی ہے۔ انہوں نے کچھ الفاظ اس طرح لکھیں ہیں جیسے اس روایت میں (شرق) اور (نجد وغیرہ)۔ حالانکہ عربی عبارت میں نہ لفظ مشرق ہے نہ لفظ نجد وغیرہ، وہاں صرف یہ ہے کہ ”حجرہ عائشہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہاں فتنہ ہے اور وہاں شیطان کے سینگ ہیں لوگ ہے جسے ترجمہ کرنے والے نے لکھا ہے ’شیطان سیرت لوگ نکلیں گے‘، بہر حال بڑی واضح روایت ہے اب اس کے پڑھنے کے بعد اہل نظر کے لئے یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ عائشہ نے حضرت علیؓ سے جنگ کیوں کی؟ امام حسنؓ کے جنازے پر تیر کیوں چلوائے؟، اس روایت کے مطابق حدیث رسولؐ نے عائشہ کی حقیقت سے آگاہی پہلے ہی کرادی تھی۔ یہ روایت عائشہ کے عیب اور رسولؐ کے علم غیب دونوں پر دلالت ہے۔

(69): ”منکر ہیں وسیلہ غور کریں!“

﴿جلد 2، کتاب الجہاد والسیر، باب 249، حدیث 359، صفحہ 169﴾

”ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا“ میں نہ ذاتی طور پر تمہیں کچھ دیتا ہوں اور نہ کوئی چیز لینے سے تمہیں روکتا ہوں بلکہ میں تو (خدا کی طرف سے) باشے والا ہوں۔ جہاں جس چیز کو رکھنے کا حکم ہوتا ہے وہاں رکھ دیتا ہوں۔“

**نتیجہ:** اس روایت کو پڑھنے کے بعد وہ معتقد ہیں بخاری کیا کریں گے جو اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ بغیر وسیلہ کے دیتا ہے۔ کتاب امام بخاری کی ہے روایت ابو ہریرہ کی ہے اور قول پیغمبر اسلام کا ہے کہ ”انا قاسم“، یعنی میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ اگر روایت کو غلط مانتے گا تو صحیح بخاری غلط ثابت ہو جائے گی اور اگر روایت کو صحیح مانتے گا تو انکار وسیلہ کا عقیدہ غلط ہو جائے گا۔ خیر جو بھی آپ کریں وہ آپ کو اختیار ہے، مگر کم سے کم اب یہ شک نہ کریں کہ علیؓ کو اللہ نے جنت اور جہنم کو باشے والا کیسے بنادیا اور اس پر بھی شک نہ کریں کہ رسولؐ اور ان کی آل مانگنے والوں کو آج تک کیسے باش رہے ہیں۔

(70): ”معاذ اللہ رسولؐ جادو کے اثر سے بھلکڑ ہو گئے تھے۔“

﴿جلد 2، کتاب الجہاد والسیر، باب 276، حدیث 412، صفحہ 201﴾

”عائشہ سے روایت ہے کہ نبی گریم پر جادو کیا گیا۔ جس کے باعث آپ کی یہ حالت ہو گئی (معاذ اللہ) کے بعض اوقات یہ سمجھتے تھے کہ میں نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ وہ کیا نہیں ہوتا تھا۔“

## ناشر

حسینی اکادمی

کاظمین روڈ، لاہور

۱۲۸	عائشہ کار رسول کے ساتھ حیلہ کرنا۔	۱۱۱
۱۳۰	اصحاب رسول قیامت میں حوض کوثر سے دور کئے جائیں گے۔	۱۱۲
۱۳۱	بیزید کی وکالت۔	۱۱۳
۱۳۲	رسول گی زندگی میں کسی کام نماز پڑھانا دلیل خلافت نہیں۔	۱۱۴
۱۳۳	حدیث رسول کہ ابو بکر کو خلیفہ بنادوں گا تو اللہ رکاوٹ ڈال دیگا۔	۱۱۵
۱۳۵	عمر کی گواہی کہ رسول اللہ نے ابو بکر کو خلیفہ نہیں بنایا۔	۱۱۶
۱۳۶	رسول اللہ کے جانشین پارہ ہیں۔	۱۱۷

۸۸	بیت فاروقی اور فرار شیطان۔
۸۹	رسول نے حضرت علیؑ کو حضرت ہارونؑ سے تصحیح دی۔
۹۰	حضرت قاطمہ جنتی عورتوں کی سرداریں۔
۹۱	ابو بکر کا اقرار کہ رضاۓ رسول اہل بیتؑ کی محبت میں ہے۔
۹۲	جس نے نبیؑ بی قاطمہ گو غیظاً دلایا اس نے رسول گو غیظاً دلایا۔
۹۳	دربار ابن زیاد میں فضیلت امام حسینؑ۔
۹۴	ابن عمر کی زبانی شہادت امام حسینؑ اور اقرار عظمتِ حسینؑ۔
۹۵	لماں میں نزول وحی۔
۹۶	حضرت خدیجہؓ عظمت۔
۹۷	حضرت خدیجہؓ سے عائشہ کا حسد۔
۹۸	حضرت ابوطالبؓ سے سامنے جھوٹی قسم کھانے والوں کا انجام۔
۹۹	عمر مسلمان ہونے کے بعد۔
۱۰۰	حضرت علیؑ فتح بدر تھے۔
۱۰۱	معاویہ کا دعویٰ کہ میں عمر سے زیادہ حق دار خلافت ہوں۔
۱۰۲	رسول نے اپنی زندگی ہی میں حضرت علیؑ کو اپنا تایب بنایا۔
۱۰۳	عائشہ اپنے ہمتوال کی نظر میں۔
۱۰۴	معاذ اللہ، اللہ اپنا پاؤں جہنم میں ڈال دیگا۔
۱۰۵	متعدد اور حکم رسولؐ۔
۱۰۶	رسول گی نکاح سے پہلے عائشہ سے گفتگو۔
۱۰۷	غم میں رنگین کپڑے پہننے کی منادی۔
۱۰۸	وقت وفات نبیؑ کا قلم مانگنا اور عمر کاروکنا۔
۱۰۹	سبب وفات رسولؐ؟
۱۱۰	عائشہ رسولؐ سے ناراض ہوتیں تو ان کا نام تک نہیں لیتیں۔

**نتیجہ:** اول تو امام بخاری نے سب سے بڑا حکما یہ دیا ہے کہ حدیث کے نام پر روایتیں بھی تحریر کی ہیں۔ حدیث کی کتاب کا مطلب تو یہ تھا کہ اس میں صرف اقوال پیغمبر اسلام شامل ہوتے، مگر اس روایت کو پڑھ کر بتائیے کہ اسے حدیث رسول کیسے ثابت کیا جائے گا؟ دوسرے روایت کا بھی کیا کہنا کہ فخر موسیٰ پر جادو کا اثر ہو رہا ہے۔ ایک طرف قرآن کہہ رہا ہے کہ حضرت موسیٰ کے عصے پر جادو گرا شد اور از نہیں ہو پائے، دوسری طرف عائشہ کہہ رہیں ہیں کہ نبیٰ پر (جو ہر اعتبار سے حضرت موسیٰ سے افضل ہیں) جادو اثر کر گیا۔ معاذ اللہ موسیٰ تو موسیٰ اس روایت کے آئینہ میں تو پیغمبر اسلام موسیٰ کے عصے جتنی بھی صلاحیت نہیں رکھتے اور آخر میں یہ بھی ہے کہ نبیٰ کی خالت ایسی ہو گئی کہ وہ سمجھتے تھے فلاں کام کر لیا، حالانکہ وہ کیا نہیں ہوتا تھا، اب عائشہ صاحبہ سے کون پوچھئے کہ فلاں کاموں میں نماز، روزہ اور تبلیغ قرآن کے ساتھ ساتھ اور کیا کیا شامل تھا۔

### (71): «صلح حدیبیہ میں عمر ابن خطاب کا شک۔»

﴿جلد 2، کتاب الجهاد والسیر، باب 280، حدیث 417، صفحہ 203﴾

”ابوداؤل سے روایت ہے کہ ہم جنگ صفين میں شریک تھے تو سہل بن حنیف نے فرمایا، تم اپنی رائے کا تصور سمجھو، صلح حدیبیہ کے وقت ہم بارگاہ رسالت میں خاضر تھے، اگر جنگ کی ضرورت نظر آتی تو جنگ کرنے سے ہم کبھی نہ ملتے، بلکہ اسی دوران عمر ابن خطاب بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ عرض کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان

کے جہنم میں نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں! عرض گزار ہوئے، پھر ہم دین کے بارے میں ان کمزور یوں کو کیوں قبول کریں اور کیوں دیں؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے اور ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے، ارشاد فرمایا، ائے ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں، وہ مجھے کبھی رسوانیں کرے گا، پھر عمر وہاں سے ابو بکر کی خدمت میں پہنچے اور ان سے بھی وہی کچھ کہا جو بارگاہ و نبوت میں عرض کر چکے تھے، انہوں نے فرمایا پیشک وہ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں کبھی رسوانیں کرے گا، اس کے بعد سورہ فتح نازل ہوئی تو رسول اللہ نے ساری سورت عمر کو پڑھ کر سنائی، عمر عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ کیا (صلح حدیبیہ) فتح ہے؟ ارشاد فرمایا ہاں!۔“

**نتیجہ:** بڑی فکر انگیز روایت ہے کہ رسول اللہ نے کفار سے صلح کی ہے مگر عمر بے چین ہیں، بجائے اس کے فعل رسول کو حکم خدا سمجھ کر مطمئن بیٹھے، بار بار رسول سے پوچھ رہے ہیں کہ ہم حق پر ہیں یا نہیں، رسول کے جواب کے بعد بھی کہہ رہے ہیں ہم کیوں دیں؟ وہ رسول کے عمل اور حکمت کو دینا یعنی بزدلی سمجھ رہے ہیں، اندازہ لگائیے کہ معرفت رسول میں کس منزل پر ہیں؟ رسول کے جوابات کے بعد بھی ابو بکر سے وہی باتیں کہنا نبوت پر یقین نہیں بلکہ کھلے کھلے ہوئے شک کی دلیل ہے اس کے بعد سورہ فتح سننے کے بعد بھی پوچھنا کہ کیا صلح حدیبیہ فتح ہے؟ یہ سوال واضح کر رہا ہے کہ نبوت تو نبوت آیت پر بھی شک ہے۔

آیت۔ ۱۰۲) اور قیامت میں جن کو سب سے پہلے، لباس پہنانا یا جائے گا، وہ حضرت ابراہیم ہوں گے اور میرے ساتھیوں میں سے چند لوگوں کو بائیں جانب لے جایا جارہا ہوگا، میں کہوں گا، یہ تو میرے ساتھی ہیں، میرے ساتھی ہیں، تو کہا جائے گا کہ آپ جب ان سے جدا ہوئے، یہ اپنی ایڑیوں پھرتے ہوئے راہ ارتداد اختیار کر گئے تھے، میں اسی طرح کہوں گا جیسے (حضرت عیسیٰ) کے نیک بندے نے کہا اور میں ان پر مطلع تھا جب تک ان میں رہا۔۔۔“ (سورہ مائدہ، آیت۔ ۱۱۸)

**نتیجہ:** ہمارے موقف کے لئے اور تلاشِ حق کرنے والوں کے لئے اتنی واضح روایت ہے جسکی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں، بہت صاف لفظوں میں رسول فرمائے ہیں کہ کچھ لوگ بائیں جانب یعنی جہنم کی طرف لے جائے جائیں گے، وہ کوئی اور نہیں رسول کے کچھ صحابی ہوں گے، حالانکہ مترجم نے لکھا ہے میرے ساتھی، میرے ساتھی عربی عبارت میں صاف صاف ہے اصحابی۔ اصحابی، اور ان کے جہنمی ہونے کی وجہ یہ ہو گی کہ وفاتِ رسول کے بعد وہ کافر ہو کر کفر کی طرف پلٹ گئے تھے۔ اب بھی مجان صحابہ کی آنکھیں نہ کھلیں تو قیمتِ ان کے دلوں پر محروم گی ہیں۔

(74): ”معاذ اللہ حضرت ابراہیم نے اپنا ختنہ خود کیا۔“

(جلد 2، کتاب الانبیاء، باب 312، حدیث 581، صفحہ 264)

”ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: حضرت ابراہیم نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں بولے سے اپنا ختنہ کیا تھا۔“

(72): ”معاذ اللہ عورتوں کی خیانت کی ذمہ دار ہو گا۔“

(جلد 2، کتاب الانبیاء، باب 302، حدیث 557، صفحہ 251)

”ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی گریم نے فرمایا اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی خراب نہ ہوتا اور اگر حضرت حوانہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی۔“

**نتیجہ:** اندازہ لگایا جائے کہ اس روایت سے کیا نتیجہ لکھتا ہے، معاذ اللہ دنیا کی ہر عورت اپنے شوہر سے جو خیانت کرتی ہے (خیانت کی تعریف میں بہت کچھ ہے) اس کی ذمہ دار حضرت ہو گا۔ بخاری اس حدیث کو لکھ رہے ہیں مگر غور نہیں کر رہے ہیں کہ اگر خیانت کا سبب (معاذ اللہ) حضرت ہو گا، تو حضرت ہو گا کی خلقت کا سبب اللہ ہے، بخاری صاحب اس روایت کو لکھ کر آخر کیا کہنا چاہتے ہیں؟ میرا سوال یہ ہے کہ عورتیں جو خیانت کرتی ہیں اس کی ذمہ دار کا نام تو بتا دیا، کیا وہ بتائیں گے کہ جو عورتیں اکثر اپنے دیوروں سے بر سر پیکار ہوتی ہیں ان کی ذمہ دار کوں ہے؟

(73): ”رسول کے صحابی مرتد (کافر) ہو جائیں گے۔“

(جلد 2، کتاب الانبیاء، باب 312، حدیث 574، صفحہ 261)

”ابن عباس“ سے روایت ہے کہ نبی گریم نے فرمایا تمہارا حشر نگے جسم اور بغیر ختنے کے ہو گا، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ہم نے جیسے پہلے اسے بنایا تھا ایسے ہی پھر کر دیں گے، یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ، ہم نے یہ ضرور کرنا ہے (سورہ انبیاء،

**(76): ”درود میں صرف آلِ محمد شریکِ محمد ہیں۔“**

﴿جلد 2، کتاب الانبیاء، باب 313، حدیث 595، صفحہ 273﴾

”عبد الرحمن بن ابو میلی فرماتے ہیں کہ مجھے کعب بن عجرہ ملے تو میں نے کہا، کیا میں تمہیں ایسا تھنہ نہ دوں جو میں نے نبی گریم سے سنائے ہے، کہنے لگے ضرور مجھے ایسا تھنہ دیجئے، فرمایا، ہم نے رسول اللہ سے سوال کیا، یا رسول اللہ! آپ پر اہل بیت سمیت ہم کیسے درور بھیجا کریں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر سلام عرض کرنے کا طریقہ تو بتا دیا ہے، فرمایا، تم یوں کہا کرو: اللهم صل علیٰ محمد وآل محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم وعلیٰ آل ابراہیم، انک حمید مجید، اللهم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراہیم وعلیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید۔“

**نتیجہ:** حالانکہ اس سے پہلے کی حدیث نمبر ۵۹۲ میں روایت میں کوشش کی گئی ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ درود میں نبی کی ازواج بھی شریک ہیں مگر یہ انتظام قدرت ہے کہ اس حدیث میں بھی آل محمد ہے اور اس میں بھی آل محمد، مگر ازواج کا ذکر ہے اس میں نہیں ہے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مجان عائشہ و حفصہ نے کوشش کی کہ ازواج کو شامل درود کھائیں لیکن اس روایت میں کہیں لفظ ازواج نہیں ہے صرف لفظ محمد اور آل محمد ہے۔ دوسرے صاحبان عقل غور کر سکتے ہیں اس درود میں آل محمد کے ساتھ ازواج محمد یا اصحاب محمد اسی وقت شامل ہو سکتا تھا جب علیٰ آل ابراہیم کے ساتھ ازواج محمد یا

پہلو ہو یادیں کی تزہیک کا پہلو اس کے راوی نہ جانے کیوں ابو ہریرہؓ نکلتے ہیں، اسی روایت کو دیکھیں کہ ۸۰ سال کے سن میں حضرت ابراہیمؓ اپنا ختنہ معاذ اللہ پانے ہاتھوں سے کر رہے ہیں اور تماشہ یہ ہے کہ ختنہ کا اوزار بھی بسولہ ہے جسے کھرپی بھی کہتے ہیں، شباباًش ابو ہریرہؓ!

**(75): ”حضرت ابراہیمؓ اور تین جھوٹ۔“**

﴿جلد 2، کتاب الانبیاء، باب 312، حدیث 583، صفحہ 264﴾

”ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: حضرت ابراہیمؓ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، مساوائے تین مواقع کے (یعنی بظاہران سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آپنے جھوٹ بولا ہو)۔“

**نتیجہ:** پھر ابو ہریرہ اور توہین پیغمبرؓ کبھی موقعہ ملے تو صرف ایک ایسی کتاب لکھی جا سکتی ہے جس میں صرف وہ روایتیں ہوں جن کے راوی ابو ہریرہ ہیں، تب جو تصویر دین اور تصویر اننبیاء سامنے آئیں گی وہ قبل دید ہوگی۔ بہر حال اس روایت کو پڑھ کر فیصلہ کیجئے کہ اب حضرت ابراہیمؓ کو اللہ کا مخصوص نبی مانا جائے یا تین جھوٹوں کو۔

اصحاب ابراہیم ہوتا۔

(77): ”معاذ اللہ جبریل نے نبی کو شراب پیش کی۔“

﴿ جلد 2، کتاب الانبیاء، باب 327، حدیث 619، صفحہ 283﴾

”ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: شبِ اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو دیکھا وہ ایک دبلے پنے اور سیدھے بالوں والے تھے، گویا وہ قبیلہ شفیع کے ایک فرد ہیں۔ اور میں نے حضرت عیسیٰ کو دیکھا کہ وہ میانہ قد اور سرخ رنگ کے ہیں، گویا ابھی حمام سے نکلے ہیں، اور حضرت ابراہیم کی ساری اولاد میں ان کے مشابہ میں زیادہ ہوں چکے ہیں، اور سامنے دوپیالے لائے گئے، ایک میں دودھ تھا اور دوسرا میں شراب۔ جبریل نے کہا، جو دل چاہے نوش فرمائیں، میں نے دودھ والا پیالہ اٹھا کر پی لیا، کہنے لگے، آپنے فطرت کو اختیار فرمایا ہے اگر شراب پیتے تو آپکی امت گراہ ہو جاتی۔“

**نتیجہ:** قارئین غور کر رہے ہوں گے ہر روایت جس میں، موسیٰ کی برہنگی کا ذکر ہو، یا حضرت ایوب کے برہنہ ہو کر نہانے کا یا حضرت ابراہیم اور تین جھوٹوں کا یا انکے ختنے کا یا ایک نبی کے چینیوں کی پوری قوم کو جلانے کا ذکر، عرض کہ ایسا ہتنا بھی ہے اس کے راوی ابو ہریرہ ہیں یعنی اگر انہیاء کی تو یہنہ والی روایت سننا ہے تو بے فکر ہو کر ابو ہریرہ صاحب کے پاس تشریف لائیے اور انہیاء کا مصلحتہ اڑوائیے۔ اس روایت میں رہی سہی کسر پوری ہو گئی کہ جبریل آخری نبی کے سامنے دودھ اور شراب پیش ہی نہیں کر رہے ہیں بلکہ دعوت دے رہے ہیں کہ جو کچھ چاہئے پی سکتے ہیں۔ اب اگر تاریخ میں، ابو ہریرہ اور ان جیسوں پر یقین

کرنے والے شراب پی کر نماز پڑھاتے نظر آئیں تو حیرت نہیں ہے کیونکہ جیسا پیرویا مرید۔

(78): ”حضرت موسیٰ نے ملک الموت کو گھونسہ مارا۔“

﴿ جلد 2، کتاب الانبیاء، باب 333، حدیث 631، صفحہ 291﴾

”ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جب ملک الموت کو حضرت موسیٰ کے پاس بھیجا گیا تو انہوں نے مکامارہ، وہ بارگاہ رب العزت کی طرف لوٹے اور عرض گزار ہوئے، تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا، فرمایا پھر جاؤ اور کہو کہ اپنا ہاتھ کسی نیل پر پھرئے تو آپ کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے ہر بال کے بدے ایک سال مل جائے گا، یہ عرض گزار ہوئے، اے رب پھر کیا ہو گا؟ فرمایا، پھر الموت۔ عرض کی، تو ابھی آجائے، راوی کا بیان ہے، انہوں نے دعا کی کہ مجھے ارض مقدس سے اتنا زدیک کر دیا جائے کہ جہاں تک پھر پھینکا جاسکے، ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں ان کی قبر مبارک راستے کے قریب سرخ نیلے کے نیچے دکھادیتا، ابو ہریرہ سے یہ دوسری سند کے ساتھ بھی مردی ہے۔“

**نتیجہ:** پھر ابو ہریرہ اور ملک الموت کا حضرت موسیٰ کا گھونسہ کھانا، حالانکہ میرا موضوع ابو ہریرہ نہیں ہیں مگر ایک کے بعد ایک اسی ہی روایت سامنے آ جاتی ہے کہ جس میں کبھی نبی کا مزاق کبھی حوا کی تو یہنہ کبھی ہم نے خدا کی خلاف ورزی کبھی ملک الموت کی پیمائی اور سب کے راوی وہی ابو ہریرہ اور وہی ابو ہریرہ۔ اہل فکر کا کیا کہیں گے اس صحیح

بخاری کے لئے جس کا دارود ابوبہریرہ جیسے راوی کے کاندھے پر ہے۔“

### (79): ”حضرت آدم اور حضرت موسیٰ میں بحث۔“

﴿جلد 2، کتاب الانبیاء، باب 333، حدیث 633، صفحہ 292﴾

”ابوبہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کے درمیان بحث چھڑ گئی، حضرت موسیٰ نے کہا آپ وہی حضرت آدم تو ہیں جن کی لغوش نے انہیں جنت سے نکلا، حضرت آدم نے کہا، آپ وہی موسیٰ تو ہیں جن کو اللہ نے اپنی رسالت اور کلام کے لئے چنا، پھر بھی آپ مجھے ایسی بات پر ملامت کر رہے ہیں جو میری پیدائش سے بھی پہلے مقدر فرمادی گئی تھی، رسول اللہ نے دو مرتبہ فرمایا: اس بحث میں حضرت آدم ہی حقیقت میں حضرت موسیٰ پر غالب رہے۔“

**نتیجہ:** پڑھا آپ نے! حضرت موسیٰ، حضرت آدم پر طذکرہ ہے ہیں وہ حضرت موسیٰ پر طعن کر رہے ہیں اور پیغمبر آخر معاذ اللہ فیصلہ دے رہے ہیں کہ موسیٰ ہار گئے آدم جیت گئے، واہ رے ابوہریرہ صاحب! ارے اتنا اور بتادیتے کہ حضرت آدم جب حضرت موسیٰ سے ہزاروں برس پہلے انتقال کر گئے تھے اور حضرت موسیٰ جو حضرت آدم کے ہزاروں برس بعد پیدا ہوئے تھے تو یہ دونوں کہاں اور کے مل بیٹھے وہ بھی بحث کرنے کے لئے، ابوہریرہ نہ کہی امام بخاری وضاحت کر دیتے، امام بخاری نہ کہی محبان بخاری بتائیں کہ ایسا ہوا تو کیسے ہوا، نہیں ہوا تو صحیح بخاری بعد از کلام باری کیسے؟

### (80): ”امام حسن شبیہ رسول“

﴿جلد 2، کتاب المناقب، باب 376، حدیث 755، صفحہ 339﴾

”حجیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی گریم کو دیکھا ہے اور امام حسن کی شکل و صورت آپ جیسی ہے۔“

**نتیجہ:** اس کو کہتے ہیں حق کا سر پر چڑھ کر بولنا ورنہ کہاں اس طرح کی روایتیں اور کہاں صحیح بخاری، یہ حقیقت ہے کہ امام حسن کو شبیہ رسول تسلیم کیا گیا اب فیصلہ کیا جائے کہ جو شبیہ رسول سے جنگ کرے یا ان کے جنازے پر تیر چلوائے اس کو کیا کہا جائے گا۔

### (81): ”زیارت قبر جائز ہے۔“

﴿جلد 2، کتاب المناقب، باب 378، حدیث 798، صفحہ 354﴾

”ابوبہریرہ سے روایت ہے کہ نبی گریم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک ایسی قوم سے تمہاری لڑائی نہ ہو جائے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے، اور جب تک ترکوں سے نہ لڑو، جن کی آنکھیں چھوٹی، چھرے سرخ، ناکیں چپٹی اور چھرے ایسے ہوں گے جیسے اور پر نیچے ڈھالیں اور اس وقت تم جس کو بہترین آدمی شمار کرو گے وہ حکمران بننے سے بہت ہی نفرت کرتا ہو گا مساوائے اس کے کہ اس میں پھنس جائے اور لوگ کانوں کی طرح ہیں جو دو رجاہیت میں اچھے تھے وہی عہد اسلام میں اچھے ہیں اور تم میں سے کسی پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ اس کے لئے میری زیارت اپنے مالہ جان کی طرح ہر چیز سے عزیز ترین ہو گی۔“

**نتیجہ:** روایت تو پھر ابو ہریرہ صاحب کی ہے اور اسی صحیح بخاری میں ہے جو ہمارے لئے کبھی سند نہیں ہے نہ کبھی بننے گی، مگر صحیح بخاری کو کلام باری کے بعد معتبر مانتے والے اس روایت کو پڑھنے کے بعد بھی کیا نہیں اور ان کی آل کی قبروں کی زیارت کو حرام قرار دیں گے اگر ایسا کریں گے تو صحیح بخاری کے خلاف ہو گا کیوں کہ حضور قمر مار ہے ہیں کہ کچھ ایسے ہوں گے جن کی نظر میں میری زیارت جان و مال سے زیادہ عزیز ہو گی اور یہ بات اپنی حیات کے لئے نہیں بلکہ قیامت سے پہلے کے لئے فرمائی ہے ہیں، بہر حال زیارت حرام ہوتی تو حضور صاف لفظوں میں کہتے کہ ایسا کرنے والے گناہگار ہوں گے، خیر اس روایت میں ایک خاص جملہ یہ بھی ہے کہ جو لوگ دورِ جاہلیت میں اچھے تھے وہی عہد اسلام میں اچھے ہیں یعنی جاہلیت کے دور میں جو اچھا تھا وہی اسلام قبول کرنے کے بعد اچھا رہا جو بر اتحادِ مسلمان ہونے کے بعد بھی براہ رہا۔ اب ابوسفیان کے بارے میں کیا کہا جائے گا جو دورِ جاہلیت میں بھی بد کردار تھا اور اعلانِ اسلام کے بعد نبیؐ سے بر سر پیکار بھی رہا اور اسی طرح عمر ابن خطاب کے لئے کیا کہا جائے کہ انہوں نے اپنے بہن اور بہنوئی کو قرآن پڑھتے دیکھ کر اتنا مارا کہ وہ لوگ ہو ہمابن ہو گئے اور پھر نبیؐ کے قتل کے ارادہ سے آئے مگر مسلمان ہو گئے، یہ سب کیسے ہوا، جب کہ نبیؐ کہہ رہے ہیں کہ جو دورِ جاہلیت میں اچھا تھا وہی عہد اسلام میں اچھا ہے؟

(82) ”مولانا علیؐ سے جنگ کرنے والے اسلام سے خارج ہیں۔“

﴿جلد ۲، کتاب المناقب، باب ۳۷۸، حدیث ۸۱۶، صفحہ ۳۶۱﴾

”حضرت علیؐ علیہ السلام فرماتے ہیں، کہ جب میں تم سے رسول اللہ کی کوئی حدیث بیان کرتا ہوں تو آسمان سے گرنا اس بات کی نسبت زیادہ پسند ہے کہ آپ کی جانب کسی بات کی غلط نسبت کروں جس کا تعلق میرے اور تمہارے جھٹکے سے ہے تو لڑائی دھوکا ہے، میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ آخری زمانے میں ایک ایسی قوم آئے گی جو عمر کے لحاظ سے چھوٹے اور میز ان عقل پر کھوئے ہوں گے، وہ سرورِ کائنات کی حدیثیں بیان کریں گے لیکن اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر، ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، تم جہاں بھی انہیں پاؤ دہیں قتل کر ڈالو کیوں کی قیامت کے روزان کے قاتل کو ثواب ملے گا۔“

**نتیجہ:** اوپر جو حدیث پیش کی گئی ہے وہ حدیث نمبر ۸۱۶ ہے اس سے پہلے کی حدیث ۸۱۵ کو بھی پڑھنے والے اگر پڑھیں تو وہ افراد جو حضرت علیؐ سے لڑے، ان کی حقیقت اسلام با آسانی سامنے آ جاتی ہے، دونوں روایتوں کے مطابق ایسے لوگ نمازی بھی ہوں گے، قاریانِ قرآن بھی ہوں گے اور رسولؐ کی حدیثوں کو بیان کرنے والے ہوں گے مگر وہ اسلام سے خارج ہوں گے۔ دونوں روایتوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ بہی لوگ حضرت علیؐ سے لڑے۔ حدیث نمبر ۸۱۵ میں ابوسعید خدری نے گواہی بھی دی ہے کہ میں گواہ ہوں کہ حضرت علیؐ نے ان لوگوں سے جنگ لڑی ہے۔ کن لوگوں سے جو کہ کلمہ گو

بھی تھے نمازی بھی، قاری بھی اور محدث بھی تھے مگر اسلام کے دائرے سے خارج تھے، وہ کون تھے؟ جن سے حضرت علیؓ نے بعد وفات رسولؐ جنگ کی اب ڈھونڈھے کے جمل ہصفین اور نہر وان کے فوجی کون تھے اور ان کے کمانڈر کون تھے جو بھی تھے اسلام کے دائرہ سے خارج تھے۔

### (83): ”رسولِ خدا کا علم غیب اور گریہ۔“

(جلد 2، کتاب المناقب، باب 378، حدیث 832، صفحہ 368)

”أنس بن مالك سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے حضرت جعفرؑ اور حضرت زیدؑ کی خبر آنے سے پہلے ان کی شہادت کے بارے میں بتا دیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔“

**نتیجہ:** یہ روایت منکرین علم غیب اور منکرین گریہ بر حسینؑ دونوں کے منہ پر تماچہ ہے۔ اس روایت سے یہ ثابت ہے کہ نبیؐ نے حضرت جعفرؑ اور زیدؑ کی شہادت سے پہلے ان کی شہادت کی خبر دی جو اس بات کی دلیل ہے کہ نبیؐ اور امام کو علم غیب ہوتا ہے۔ اور پھر نبیؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جب شہادت سے پہلے رونا جائز ہے تو امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ان پر رونا حرام کیسے ہو سکتا ہے۔

### (84): ”ہیبتِ فاروقی اور فرارِ شیطان۔“

(جلد 2، کتاب المناقب، باب 388، حدیث 880، صفحہ 388)

”سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ عمر ابن خطاب نے رسول اللہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی اور اس وقت آپ کے پاس قریش کی کچھ عورتیں گفتگو کر رہی تھیں اور گفتگو بھی خوب اونچی آواز سے کر رہی تھیں، جب عمر ابن خطاب نے اجازت طلب کی تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور پردے میں چل گئیں، پھر رسول اللہ مسکرانے لگے، عمر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کے دندان مبارک کو قبسم ریز رکھے، نبی گریمؐ نے فرمایا، میں ان عورتوں پر حیران ہوں جو میرے پاس تھیں کہ جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو پردے میں چھپ گئیں، عمر عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ! آپ زیادہ حق دار ہیں کہ آپ سے ڈریں، پھر عمر نے فرمایا، ائے اپنی جان کی دشمنوں! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ سے نہیں ڈرتیں، عورتوں نے جواب دیا ہاں، آپ رسول اللہ سے سخت گیر اور سخت دل ہیں، پھر رسول اللہ نے فرمایا ائے ابن خطاب! اس بات کو چھوڑو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا ہوادیکھتا ہے تو تمہارے راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔“

**نتیجہ:** ملاحظہ کیا آپنے اب فیصلہ بھی کیجئے کہ عورتوں کا عمر سے ڈرنا تو ان کی سخت دلی کا ثبوت ہے اور قرآن میں مومن کی پیچان یہ ہے کہ مومن، مومن یا مومنہ کے لئے سخت دل نہیں ہوتا۔ نہ جانے وہ عورتیں مومن نہیں تھیں یا فاروق ایمان سے دور تھے خیر عورتوں کا

ڈرنا تو فاروق میاں کی بہیت کا ثبوت ہے (مگر نہ جانے کیوں یہ بہیت میداں جنگ میں خودا نے کس اتحاد کہاں فرار ہو جاتی تھی) لیکن شیطان کا ان کو دیکھ کر راستہ بدلا سمجھ میں نہیں آتا کیوں کہ جو شیطان اللہ سے نہیں ڈراواہ اگر عمر کے خوف سے راستہ بدلا رہا ہے تو پھر فاروق میاں، صرف رسول ہی نہیں بلکہ اللہ سے بھی زیادہ حق دار اقتدار ہیں ورنہ شیطان کا راستہ بدلا ناصرف ایک ہی بات پر دلالت ہے اور وہ یہ ہے کہ جس راستے پر فاروق میاں چل رہے ہوں اس پر شیطان کے چلنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

(85): ”رسول<sup>ن</sup> نے حضرت علیؑ کو حضرت ہارونؑ سے شیخ دی۔“

(جلد 2، کتاب المناقب، باب 391، حدیث 903، صفحہ 403) سعد بن ابی واقع فرماتے ہیں کہ نبی میریمؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ میر۔ ساتھ تھماری وہی نسبت ہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی۔“

نتیجہ: صحیح بخاری میں اس روایت کے بعد حضرت علیؑ نبیؐ کے خلیفہ بالفضل ہیں اس پرشک کرنا سوائے حماقت کے اور کیا ہے؟ رسولؐ اپنے کو موسیٰؑ جیسا اور حضرت علیؑ کو موسیٰؑ کے وصی حضرت ہارونؑ جیسا کہہ رہے ہیں۔ اب جیسے موسیٰؑ اور ہارونؑ کے بیچ میں کوئی خلیفہ نہیں مانا جا سکتا ویسے ہی مولا علیؑ کو نبیؐ کے فوراً بعد خلیفہ مانا جائیگا، یہ روایت بہت واضح و دلیل ہے کہ حضرت علیؑ ہی جانشین رسولؐ ہیں۔

(86): ”حضرت فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔“

(جلد 2، کتاب المناقب، باب 394، حدیث 405، صفحہ 405)

”رسولِ خدا کی قرابت کے فضائل اور نبی میریمؐ کی لخت جگہ حضرت فاطمہ زہرا علیہ السلام کے مناقب اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ: فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔“

نتیجہ: اور پرانا ہوا پیرا اگر صحیح بخاری کے کتاب المناقب کے باب کے ذیل میں لکھا ہے اور اس میں ایک حدیث بھی ہے اس کے بعد سے فضائل حضرت فاطمہ زہرا کے سلسلے کی روایات اور احادیث درج ہیں۔ اس کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین صحیح بخاری کے اس باب مناقب کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ کیا اس میں حضرت فاطمہؓ کے علاوہ نبیؐ کی اور نبیؑ کا بھی ذکر ہے یا نہیں۔ تو وہ پائیں گے کہ اس کتاب مناقب میں بی بی فاطمہؓ کے سوا کسی اور نبیؑ کی بیٹی کا ذکر نہیں ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ کوئی اصل بیٹی نہیں تھی، یہ الگ بات ہے کہ قتلی بنائی گئیں مگر کسی کی فضیلت میں بخاری صاحب جیسے بھی کوئی حدیث ابو ہریرہ جیسے سے بھی نہ لکھوا پائے۔“

(87): ”ابو بکر کا اقرار کہ رضائے رسولؐ، اہل بیتؐ کی محبت ہے۔“

(جلد 2، کتاب المناقب، باب 394، حدیث 908، صفحہ 405)

”عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے ابو بکر صدیقؐ کے پاس آدمی تھیج کر نبیؐ کریمؐ کے مال سے میراث کا مطالبہ کیا، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو فتنے کے طور پر مرحمت فرمایا تھا اور وہ جو نبیؐ نے صدقہ فرمایا ہوا تھا جیسے مدینہ کی کچھ زمین، باغ فدک اور

خبر کے خس سے جو باقی بچا تھا، ابو بکر نے جواب دیا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ہمارا وارث کوئی نہیں بلکہ ہم جو چھوڑیں وہ صدقہ ہے، آل محمد اسی مال سے کھائیں گے یعنی اللہ کے مال سے، لیکن کھانے کی ضرورت سے زیادہ نہیں لیں گے، خدا کی قسم نبی کریمؐ کا صدقہ فرمایا ہو امال جس طرح آپ کے عہد مبارک میں خرچ ہوتا تھا میں اس میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں کروں گا اور میں اسی طرح عمل کروں گا جس طرح رسول اللہ نے کیا، پھر حضرت علیؓ بھی آگئے اور انہوں نے فرمایا اے ابو بکر! ہم آپ کی فضیلت کو پہچانتے ہیں پھر رسول اللہؐ سے اپنی قرابت کا ذکر فرمایا اور حق کا، تو ابو بکر نے کہا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، مجھے رسول اللہ کی قرابت اس سے زیادہ عزیز ہے کہ اپنی قرابت سے اچھا سلوک کروں، ابو بکر نے فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ کی رضا مندی آپکے اہل بیت کی محبت میں ہے۔“

**نتیجہ:** اس طرح کی روایت صحیح بخاری میں کئی جگہوں پر ہے اور ہم اس سے پہلے بھی اس طرح کی روایت لکھے ہیں جس میں خود حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ابو بکر سے فدک کا تقاضہ کیا ہے اس روایت کو دوبارہ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اس روایت سے پہلے حدیث ہے کہ بی بی فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں، سوال یہ ہے کہ رسول جس کو جنتی عورتوں کی سردار کہیں اس کے لئے یہ سوچنا بھی کفر ہو گا کہ وہ کوئی غلط دعویٰ کریں گی۔ اگر فدک وغیرہ صدقہ ہوتا تو وہ کبھی دعویٰ ہی نہ کرتیں۔ دوسرے اگر فدک صدقہ تھا تو ابو بکر کو غلط فرمان رسول (نبی کسی کو وارث نہیں بناتے) کے بجائے اس حدیث کو پیش کرنا چاہئے تھا جو صحیح بخاری میں بھی موجود ہے کہ ”صدقہ آل محمد پر حرام ہے۔“ اہل عقل غور

کریں کہ اگر فدک صدقہ تھا تو ابو بکر نے اس حدیث کا حوالہ کیوں نہیں دیا۔ تیرے اس روایت کو پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس میں ابو بکر نے یہ اقرار کیا ہے کہ رسولؐ کی رضا مندی اہل بیت سے محبت کرنے میں ہے ان کے ناراض کرنے میں نہیں۔ کیا امام بخاری یا ان کے ماننے والے ثابت کر پائیں گے کہ ابو بکر کا یہ فیصلہ بی بی فاطمہؓ کی محبت میں ہوا یا عدالت میں چوتھی بات یہ ہے کہ یہ تو طبقے ہے کہ ابو بکر کے اس عمل سے حضرت فاطمہؓ ناراض ہوئیں۔ ہم اس سے پہلے عائشہؓ کی روایت کے حوالے سے لکھے ہیں کہ بی بی فاطمہؓ کو ابو بکر پر غصہ آیا اور انہوں نے اپنی وفات تک ابو بکر سے بات نہیں کی، اب بی بی فاطمہؓ کے غنیط اور ناراضگی کی کیا اہمیت ہے آگے ملاحظہ کیجئے۔

”جس نے بی بی فاطمہؓ کو غنیط دلایا اس نے رسولؐ کو غنیط دلایا۔“  
(88)

﴿جلد 2، کتاب المناقب، باب 394، حدیث 909، صفحہ 405-406﴾

”مسور بن مخزون مد سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: فاطمہؓ میرے جسم کا

حصہ ہے، جس نے اسے غصہ دلایا اس نے مجھے غصہ دلایا۔“

(نوٹ: یہ روایت آگے حدیث ۹۵۲ پر بھی موجود ہے وہاں غصہ کی جگہ ناراض کا لفظ ہے۔)

**نتیجہ:** ہم مقصد تک پہنچ گئے اب اور پر کی روایتوں اور اس حدیث کو پڑھنے کے بعد طے ہے کہ ابو بکر نے حضرت فاطمہؓ کو غصہ نہیں دلایا بلکہ پسخبر اسلامؐ کو غصہ دلایا ہے۔

ظاہری بات ہے غصہ دلانا اذیت دینا ہے۔ یعنی ابو بکر نے بی بی فاطمہؓ کو غصہ دلا کر رسولؐ کو اذیت دی ہے۔ اب قرآن مجید میں سورہ احزاب کی آیت نمبر ۷۵ میں ارشاد ہے کہ جو

لے لئے لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر لعنت بھی ہے اور ان کے لئے عذاب جہنم بھی ہے۔

### (89): ”دربار ابن زیاد میں فضیلتِ امام حسینؑ۔“

﴿جلد 2، کتاب المناقب، باب 405، حدیث 936، صفحہ 414﴾

”انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک تشت میں رکھ کر عبید اللہ ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ ٹھونگے مارنے لگا (اللہ کی لعنت ہو) اور آپ کے حسن و جمال پر نکتہ چینی کی، انس نے فرمایا کہ وہ تو رسول اللہ کے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور امام عالی مقام نے وسم کاظم اس کیا ہوا تھا۔“

نتیجہ: اللہ لعنت کرے این زیاد ملعون پر، اس روایت کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک طبقہ یزیدی کی وکالت میں یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ وہ واقعہ کر بلا اور مصائب امام حسینؑ تک کا انکار کرنے سے نہیں چوتا، چنانچہ ایک اہل حدیث نے مجھ سے اسی بارے میں گفتگو کی تو میں نے بھی روایت دکھائی کہ اگر ایسا نہیں تھا تو سر مبارک امام حسینؑ دربار ابن زیاد میں کیسے پہنچ گیا اس کے آگے بھی ایک روایت ہے اس کو بھی مناسب ہے کہ یہیں پر درج کر دیا جائے۔

### (90): ”ابن عمر کی زبانی شہادتِ امام حسینؑ اور اقرارِ عظمتِ حسینؑ۔“

﴿جلد 2، کتاب المناقب، باب 405، حدیث 941، صفحہ 415﴾

”ابن ابو قیم فرماتے ہیں کہ کسی نے عبد اللہ بن عمر سے حالتِ احرام کے متعلق دریافت کیا، شعبہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں بھی مارنے کے بارے میں پوچھا تھا، ابن عمر نے فرمایا کہ اہل عراق بھی مارنے کا حکم پوچھتے ہیں اور انہوں نے رسول اللہ کے نواسے کو شہید کر دیا تھا، حالانکہ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں یہ میرے دو پھول ہیں۔“

نتیجہ: اس روایت کو بھی لکھنے کا وہی مقصد ہے جو اور پر والی روایت کا ہے سوال یہ ہے کہ اگر واقعہ گر بلائیں ہوا تھا اور اہل عراق اور شام نے امام حسینؑ کو شہید نہیں کیا تھا تو امام بخاری صاحب جیسے محقق نے ان روایتوں کو اپنی کتاب میں کیوں جگہ دی۔

### (91): ”لحف میں نزولِ وحی۔“

﴿جلد 2، کتاب المناقب، باب 414، حدیث 962، صفحہ 420﴾

”عروہ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول خدا کی خدمت میں ہدیہ، عائشہ کی باری کے روز پیش کرتے تھے، اس پر تمام ازوں حضرت ام سلمہؓ کے پاس جمع ہوئیں اور کہنے لگیں: اے ام سلمہؓ! خدا کی قسم لوگ ہدیہ بارگاہ رسالت میں اس روز پیش کرتے تھے ہیں جب عائشہ کے یہاں باری ہوتی ہے، حالانکہ ماں کی ہمیں بھی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح عائشہ کو ہے، لہذا آپ رسول اللہ کی خدمت میں عرض کریں کہ رسول خدا لوگوں کو یہ حکم فرمائیں۔“

دیں کہ میری خدمت میں ہدیہ پیش کر دیا کرو خواہ میں کسی جگہ یا کسی مکان میں ہوں، پس حضرت ام سلمہؓ نے نبی گریمؓ سے اس بات کا ذکر کر دیا، تو آپ نے منھ پھیر لیا، جب انہوں نے دو تین مرتبہ یہ بات دہرائی تو آپ نے فرمایا: اے ام سلمہؓ مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ پہنچاؤ، کیوں کہ خدا کی قسم، عائشہ کے سواتم میں سے کسی کے لحاف کے اندر جوچ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔“

**نتیجہ:** آپ اس روایت کو پڑھ کر رسول اللہ کے لئے کیا نتیجہ نکالیں گے؟ معاذ اللہ ایک طرف پیغمبرؐ دوسروں کو اپنی ازواج کے ساتھ مساوات کا حکم دے رہے ہیں، دوسری طرف اپنی ساری بیویوں کے اوپر عائشہ کو ترجیح دے رہے ہیں، ترجیح دینے کا جو سب بیان کیا گیا ہے اس کو مجھے لکھتے ہوئے بھی خوف آتا ہے، معاذ اللہ رسول فرمادیں ہیں ان کے سوا کسی اور کے لحاف کے اندر وحی نازل نہیں ہوئی۔

محشر میں مجھے جریل ملے تو پوچھا جائے گا کہ تمہیں کوئی اور موقع نہیں ملتا تھا وی لے جانے کا۔ (استغفار اللہ!) غور کیجئے اس روایت پر کہ لوگ تھے اسی دن دیتے تھے جب رسول عائشہ کے یہاں ہوتے تھے، تو یہ تھے رسولؐ کی محبت میں نہیں عائشہ کی محبت میں آتے تھے ویسے میں ہوتا تو حضرت ام سلمہؓ سے کہتا کہ آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ حضرت عائشہ کو مال دنیا کی آپ سے زیادہ ضرورت ہے انہیں بھی حضرت علیؓ کے خلاف لشکر جمع کرنا ہے، اور لشکر کے لئے اخراجات کی بھی تو ضرورت پڑتی ہے۔

### (92): ”حضرت خدیجہؓ کی عظمت۔“

﴿جلد 2، کتاب المناقب، باب 434، حدیث 1003، صفحہ 434﴾  
”حضرت علیؓ علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی گریمؓ نے فرمایا: اپنے زمانے کی سب سے بہترین عورت مریمؓ ہیں اور اپنے زمانے کی سب سے بہترین عورت خدیجہؓ ہیں۔“

**نتیجہ:** بہت مختصر لیکن بہت ہی قابل فکر حدیث بخاری صاحب کو تحریر کرنی ہی پڑی جس میں حضرت خدیجہؓ گو موافق حضرت مریمؓ سے ہوا ہے۔ ظاہری بات ہے جب حضرت خدیجہؓ حضرت مریمؓ کی ہم پلہ ہیں اس حدیث کے مطابق تو مانا پڑے گا کہ جیسے مریمؓ پر کسی غیر مرد کا سایہ نہیں پڑا اور یہی حضرت خدیجہؓ کا بھی سوائے پیغمبرؐ اسلام کے کسی اور سے عقد نہیں ہوا تھا۔ جیسے حضرت مریمؓ دیگر فضیلتوں کے علاوہ اس لئے بھی محترم ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰؓ جیسے معصوم نبی کی ماں ہیں، اسی طرح حضرت خدیجہؓ بھی دیگر فضیلتوں کے علاوہ حضرت فاطمہؓ جیسی معصومہ کی ماں ہیں۔

### (93): ”حضرت خدیجہؓ سے عائشہ کا حسد۔“

﴿جلد 2، کتاب المناقب، باب 434، حدیث 1005، صفحہ 434﴾

”عائشہ فرماتی ہیں کہ مجھے نبی گریمؓ کی کسی زوجہ مطہرہ پر اتنا رشک نہیں آتا جتنا حضرت خدیجہؓ پر، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں ہے لیکن نبی گریمؓ اکثر ان کا ذکر فرماتے رہتے ہیں اور جب آپ کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے اعضاء کو علحدہ علحدہ

کر کے انہیں حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی ملنے والی عورتوں کے لئے بھجتے میں اتنا عرض کردیتی کردیتا میں کیا حضرت خدیجہؓ کے سوا اور کوئی عورت نہیں ہے تو آپ فرماتے، ہاں! وہ ایسی ہی یگانہ روزگار تھی اور میری اولاد بھی ان سے ہے۔“

**نتیجہ:** اتنی واضح روایت کی اور وضاحت کرنا ضروری ہے مگر اتنا تحریر کرنا ضروری ہے کہ عائشہ پوچھتی تھیں کہ کیا ان کے سوا کوئی اور عورت نہیں ہے تو نبی صاف صاف اعلان فرماتے تھے کہ پیشک وہ (خدیجہؓ) ایسی ہی تھیں، اس سے صاف ظاہر ہے کہ عقیدت مندوں نے بھلے ہی یہ ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے کہ رسولؐ کی نظر میں سب سے عزیز اور محبوب عائشہ تھیں، مگر خود عائشہ گواہ ہیں کہ وہ خود حضرت خدیجہؓ سے حد اسی لئے کرتی تھیں کہ رسولؐ کی نظر میں محبوب ترین اور عزیز ترین عورت حضرت خدیجہؓ تھیں، اور اس کا سبب بھی نبیؐ نے بتایا کہ ان کی اولاد خدیجہؓ سے ہے، اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اپنی اولاد اتنی عزیز تھی کہ وہ اسی کو عزیز سمجھتے تھے جو اس کی اولاد یعنی حضرت فاطمہؓ کی ماں تھیں۔ اسی طرح کی کئی روایتیں عظمتِ خدیجہؓ اور ان سے حمد عائشہ کے سلسلہ میں آگے بھی ہیں مگر ان کو طوالت کے خوف سے ترک کیا جاتا ہے۔

(94): ”حضرت ابوطالبؓ کے سامنے جھوٹی قسم کھانے والوں کا انعام۔“

﴿ جلد 2، کتاب المناقب، باب 441، حدیث 1027، صفحہ 442 ﴾

”ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قسامت کا پہلا واقعہ بنی ہاشم ہی میں واقع ہوا تھا۔ ہوا یوں کہ بنی ہاشم کے کسی فرد کو ایک شخص نے مزدور رکھا، جو قریش کی دوسری شاخ سے

تھا، تو یہ اس کے اوپر پر اس کے ساتھ جا رہا تھا تو ان کے پاس سے بنی ہاشم کا کوئی دور رہ فرد گزر اجس کے غلہ کی بوری کا بندھن ٹوٹ گیا تھا، اس نے مزدور سے کہا کہ ایک بندھن دیکھ میری مدد کروتا کہ میں اپنی بوری باندھ لوں اور اوپر نہ بھاگ سکے، اس نے بندھ دے دیا، اس نے اپنی بوری باندھ لی، جب انہوں نے پڑاؤ ڈالا تو ایک کے سوا سب انہوں کے گئے باندھ دئے، قریشی نے ہاشمی سے کہا دوسرا سے انہوں کی طرح اس اوپر کو نہیں باندھا گیا؟ اس نے جواب دیا کہ رتی نہیں ہے، اس نے پوچھا کہ رتی کہاں گئی؟ اس نے واقعہ بیان کر دیا تو غصہ میں اس نے ایسی لاثمی ماری کہ ہاشمی مرنے لگا، پھر اس کے پاس سے یمن کا رہنے والا گزر اتوہاشی نے اس سے پوچھا: کیا تم ہر سال حج کے لئے جاتے ہو؟ اس نے جواب دیا ہر سال تو نہیں، ہاں کبھی کبھی ضرور جاتا ہوں، کہا جب بھی تم سے ہو سکے تو کیا میرا ایک پیغام پہنچا دو گے؟ اس نے جواب دیا ضرور، کہا کہ جب تمہیں موسم حج میں بیت اللہ کی حاضری نصیب ہو تو پکارنا، اے قریش! جب وہ تم سے مخاطب ہوں تو کہنا اے بنی ہاشم! جب وہ تم سے مخاطب ہوں تو ان سے ابوطالبؓ کے متعلق پوچھنا اور انھیں بتانا کہ فلاں ہاشمی کو ایک رتی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا ہے، (یہ پیغام دے کر) وہ مزدور مر گیا۔ جب وہ قریشی واپس پہنچا تو حضرت ابوطالبؓ کے پاس آیا، انہوں نے پوچھا کہ ہمارے آدمی کو کیا ہوا؟ جواب دیا کہ وہ بیمار ہو گیا تھا لیکن میں علاج معا الجے میں کوئی کثرت چھوڑتی (لیکن وہ مر گیا)، پس اسے ذنب کر کے واپس لوٹا ہوں، انہوں نے کہا تم سے اس کے متعلق یہی امید تھی۔ آخر کار اس واقعہ کو مدت گزر گئی، اور ایک دفعہ حج کے موسم میں وہ آدمی مکہ گئرہ آیا جس کو وصیت کی گئی تھی تو اس نے آواز دی، اے آل قریش! لوگوں

نے جواب دیا کہ قریش یہ ہیں۔ اس نے پھر کہا، اے آل بنی هاشم! لوگوں نے کہا بني هاشم یہ ہیں، اس نے پوچھا کہ ابوطالب کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ ابوطالب ہیں۔ کہا کہ مجھے آپ کے فلاں آدمی نے آپ تک پہنچانے کے لئے پیغام دیا تھا، جس کو ایک رتی کے بعد قتل کر دیا گیا تھا، پس حضرت ابوطالب قاتل کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ تین میں سے کوئی ایک بات اختیار کرو، کیوں کہ تم نے ہمارے آدمی کو قتل کر دیا ہے، اس لئے چاہو تو دیت کے سو (۱۰۰) اونٹ عدا کرو، بصورتِ دیگر تمہاری قوم کے پچاس آدمی قسم دے دیں کہ تم نے اسے قتل نہیں کیا، اگر تمہیں اس سے بھی انکار ہو تو اس کے بدالے میں ہم تمہیں قتل کریں گے، وہ اپنی قوم کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم قسم دیں گے۔ پھر حضرت ابوطالب کے پاس ایک بائی عورت (مقتول کی بہن) آئی جو قاتل کی قوم میں بیا ہی تھی، اس نے کہا اے ابوطالب! میں یہ چاہتی ہوں کہ آپنے جو پچاس آدمیوں کی قسمیں لینا ہیں تو میرے لڑکے سے قسم نہ لینا جہاں کہ کھڑا کر کے قسم لی جاتی ہے، انہوں نے یہ بات منظور کر لی پھر قاتل کی قوم سے ایک آدمی آکر کہنے لگا، اے ابوطالب! آپ نے سو (۱۰۰) اونٹوں کے بدالے پچاس آدمیوں کی قسم چاہی ہے تو ایک آدمی کی قسم کے بدالے دو اونٹ ہوئے پس میری قسم کے بدالے یہ دو اونٹ وصول کر لیجئے، آپ نے یہ بھی منظور کرنے اور اس سے قسم نہ لی، اس کے بعد اڑتا ہیں (۲۸) آدمی آئے اور قسم کھا گئے، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ قسم اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، ایک سال بھی نہیں گز را تھا کہ وہ اڑتا ہیں (۲۸) آدمی سارے کے سارے لقمه عجل (فوت) ہو گئے۔

**نتیجہ:** سبحان اللہ! ایسی ہی روایت سے اللہ کی قدرت کاملہ کی اندازہ ہوتا ہے اہل نظر اس روایت کو غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ کتنی عجیب بات ہے کہ جو لوگ حضرت ابوطالب کے لئے ایک لفظ مسلمان تک لکھنا گوارہ نہ کریں انہیں کی معترض کتاب میں یہ روایت عظمتِ ابوطالب کے سوا اور کیا ہے؟ حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں، روایت میں ایک آدمی اور ایک عورت کا حضرت ابوطالب کے سامنے آ کر قسم نہ لینے کی گزارش کرنا بھی حضرت ابوطالبؓ کی صداقت پر دلیل ہے اور روایت کے آخر میں ابن عباسؓ نے قسم کھا کر یہ بیان کرنا کہ جنہوں نے جھوٹی قسم کھائی وہ سال گزرنے سے پہلے ہی مر گئے۔ اب معتقد ہیں بخاری کو کیسے سمجھایا جائے کہ اس روایت کو پڑھنے کے بعد ابوطالبؓ کا ایمان نہ ڈھونڈھئے بلکہ ان کے کافر کہنے پر اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کیجئے۔

(95): ”عمر مسلمان ہونے کے بعد۔“

﴿جلد 2، کتاب المناقب، باب ۴۴۹، حدیث ۱۰۴۹، صفحہ ۴۵۲﴾  
”قیس کا بیان ہے کہ سعید بن زید کو میں نے قوم سے فرماتے ہوئے سنا، کاش اتم دیکھتے کہ اسلام قبول کرنے پر عمر نے مجھے اور اپنی ہمیشہ کو باندھ دیا تھا جب کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور جو کچھ تم نے عثمان کے ساتھ کیا تو ان کی جگہ اگر کوہِ احد بھی ہوتا تو ممکن ہے وہ بھی پھٹ جاتا۔“

**نتیجہ:** اس سے پہلے والی روایت کے بعد اس روایت کو پڑھنے اور سوچنے کے کہاں اسلام سے پہلے یہ غیظ فاروقی اور یہ عداوتِ اسلام اور کہاں اسلام لانے کے بعد جو

روایتیں پیش کی گئیں ان کے مطابق کردارِ عمر؟ اتنی تبدیلی عقل سے پرے ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس روایت میں عمر کے اپنے بہنوئی اور بہن پر ظلم کرنے کے ساتھ ہی عثمان کا ذکر جس کا یہاں پر کوئی تکمیل نہیں ہے کیا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ خود امام بخاری لکھنا نہ جانے کیا چاہتے تھے اور لکھ پکھ اور جاتے تھے۔

### (96): "حضرت علیؑ فاتح بدر تھے۔"

﴿جلد 2، کتاب المغازی، باب 475، حدیث 1149، صفحہ 502﴾  
"ایک آدمی سے برائے دریافت کیا اور میں سن رہا تھا کہ کیا حضرت علیؑ جنگ بدر میں شامل ہوئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہ صرف شامل ہوئے تھے بلکہ مقابلے پر نکلے اور غالب رہے تھے۔"

**نتیجہ:** اس روایت میں یوں تو کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ حضرت علیؑ جنگ بدر میں غالب رہے، حیرت کی بات یہ ہے کہ ان کے متعلق پوچھا گیا، اس سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ حضرت علیؑ کی عدالت میں معاویہ نے پروگنڈوں کے ساتھ، کس قدر ان کی فضیلیتیں چھپانے کی کوشش کی تھی۔ خیر ایک بات برائے اور واضح کردی کہ شامل جنگ ہونا اور ہے اور مقابلے پر میدان میں نکلا اور ہے۔

(97): "معاویہ کا دعویٰ کہ میں عمر سے زیادہ حق دار خلافت ہوں۔"

﴿جلد 2، ابواب المغازی، باب 497، حدیث 1277، صفحہ 561﴾

"ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں حصہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے گیسوں سے پانی ٹپک رہا تھا، میں عرض گزار ہوا کہ لوگوں نے خلافت کے بارے میں جو کچھ کیا وہ آپ ملاحظہ فرمائی ہیں، اگرچہ مجھے بذات خود خلافت میں کچھ دلچسپی نہیں ہے، فرمایا تم لوگوں سے جا کر معلوم تھا را انتظار کر رہے ہوں گے اور مجھے ڈر رہے کہ تمہارے نہ جانے کے باعث ان میں ناقلتی نہ ہو جائے، پس ان کے حکم کی تعیل میں انہیں جان پڑا، جب لوگ منتشر ہو گئے تو معاویہ نے خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ جو خلیفہ بننے کا ارادہ رکھتا ہو وہ ہمارے سامنے بات کرے کیوں کہ ہم اس سے بلکہ اس کے باپ سے بھی زیادہ حق دار ہیں، حبیب بن مسلمہ نے (ابن عمر سے) کہا، آپ نے انہیں (معاویہ) جواب کیوں نہیں دیا؟ عبد اللہ بن عمر نے کہا میں جواب دینا چاہتا تھا اور میرا یہ کہنے کا ارادہ ہوا کہ آپ سے خلافت کا وہ زیادہ مستحق ہے جو اسلام کی خاطر آپ سے اور آپ کے باپ سے جنگ کر چکا ہے لیکن میں ڈرا کہ بات کہنے سے مسلمانوں کے اتحاد کو نقصان پہنچ گا اور خون بھیر گا پس میں اس ثواب کو یاد کر کے خاموش رہا جو اللہ تعالیٰ اُنے جنت میں تیار کیا ہوا ہے، حبیب بن مسلمہ نے کہا واقعی آپ نے مسلمانوں کو فساد سے محفوظ رکھا اور خوزیری سے بچالیا ہے۔"

**نتیجہ:** اسی کو کہتے ہیں "محب علیؑ نہیں بغض معاویہ" روایت سے بہت واضح طور پر

معاویہ نے عبد اللہ ابن عمر اور ان کے باب پر طنز کیا کہ میں ابن عمر اور عمر سے زیادہ حق دار خلافت ہوں تو ابن عمر کہنا چاہتے تھے کہ حضرت علیؓ معاویہ سے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ انہوں نے معاویہ اور اس کے باب ابوسفیان سے اسلام کی خاطر جنگ کی، ایک طرف معاویہ کے جملے نے عمر کی عظمت کی پول گھوٹی تو دوسرا طرف ابن عمر نے معاویہ اور ابوسفیان کے چہرے پر پڑی ہوئی نقاب کو اتنا رکران کے کفر کا واضح طور پر اعلان کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ اقرار کر لیا کہ حضرت علیؓ ہی حق دار خلافت تھے مگر افسوس یہ اس وقت کہا جب ان پر اور ان کے باب پر چوٹ کی گئی، کاش! یہ اس حقیقت کا اظہار بعد وفات رسولؐ کر دیتے تو اس کی نوبت ہی نہ آتی کہ معاویہ ان کے باب کی حقیقت بتاتا۔

(98): ”رسولؐ نے حضرت علیؓ کو اپنی زندگی ہی میں نایب بنادیا تھا۔“

(جلد 2، کتاب المغازی، باب 546، حدیث 1542، صفحہ 682) ”سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ غزوہ تبوک کے لئے تو حضرت علیؓ کو پیچھے اپنا نایب مقرر فرمادیا، وہ عرض گزار ہوئے کہ: کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے پاس چھوڑ رہے ہیں؟ فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی مساوائے اس کے کہ میرے بعد نبی کوئی نہیں۔ امام ابو داؤد نے اس کی سند پیش کی ہے، ابو داؤد، شعبہ، حکم، مصعب نے روایت کی۔“

**نتیجہ:** اس روایت سے قبل حضرت ہارونؑ اور حضرت موسیٰؑ جیسی نسبت کی روایت

ہم پیش کر چکے ہیں چونکہ اس روایت میں یہ جملہ موجود ہے کہ نبی نے جاتے وقت حضرت علیؓ کو اپنا نائب بنایا تھا اس لئے اس کو پھر سے پیش کیا تاکہ وہ لوگ جو اسی صحیح بخاری پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ نبی نے حضرت علیؓ کو نائب نہیں بنایا ان کے سوچنے کے لئے اس روایت میں بہت کچھ ہے۔

(99): ”عائشہ اپنے ہم نواں کی نظر میں۔“

(جلد 2، کتاب المغازی، باب 549، حدیث 1551، صفحہ 692)

”ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ کے ایک کلمہ (ارشاد گرامی) نے جنگ جمل میں بڑا فائدہ پہنچایا جو میں نے آپ سے ساتھ حالانکہ میں جمل والوں (یعنی افواج عائشہ) میں شامل ہو کر فریق ثانی سے لڑنے والا تھا وہ فرماتے ہیں کہ: جب رسول اللہ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس (ایران والوں) نے کسری کی بیٹی کو اپنا حکمران بنالیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ قوم ہرگز فلاں نہیں پاسکتی جس نے اپنے امور عورت کے سپرد کر دیئے۔

**نتیجہ:** کیا انتظامِ قدرت ہے کہ خود عائشہ کے طرفدار کا کہنا ہے کہ میں عائشہ کی طرف سے حضرت علیؓ سے لڑنے کے لئے نکلا تھا مگر مجھے حدیث پیغمبر یاد آگئی کہ عورت کی قیادت میں چلنے والے نجات نہیں پاسکتے۔ کاش دوسرا اصحاب عائشہ بھی اس حدیث کے ذریعہ حقیقتِ قیادتِ عائشہ کو سمجھ لیتے اور کاش خود عائشہ ان حدیثوں سے نہ سہی جو حدیث انہیں حواب اور بصراء میں یاد آئی تھی کم سے کم اسی حدیث کے سبب پیچھے ہٹ جاتیں کیوں کہ اس حدیث سے صرف حضرت عائشہ ہی نہیں اہل شکر بھی نقصان میں رہے۔

یہی ثابت ہوتا ہے۔

(100): ”اللَّهُ أَنْبَأَنَا بِأَوْلَى جَهَنَّمَ مِنْ دُولَةٍ دَعَاهُ“ (معاذ اللہ)

(جلد 2، کتاب التفسیر سورۃ ق، باب 856، حدیث 1957، صفحہ 920)

”ابو ہریرہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں جبکہ ابوسفیان راوی اسے اکثر موقوفاً روایت کیا کرتے تھے کہ جہنم سے کہا جائے گا ’کیا تو بھر گئی؟ وہ عرض کرے گی ’کیا اور بھی ڈالنے ہیں؟ پس اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھ دیگا وہ کہے گی ’بس، بس،‘“

(نوٹ: یہی روایت اسی باب میں حدیث نمبر ۱۹۵۶ اور ۱۹۵۸ پر بھی موجود ہے۔)

**نتیجہ:** اللہ معاف کرے یہ روایت لکھتے ہوئے بھی ہم جیسوں کا قلم کا نیتا ہے مگر وہ رے امام بخاری اور وہ رے ابو ہریرہ! کس مزے کے ساتھ اللہ کے قدم کو جہنم میں پہنچا دیا۔ آپ اندازہ لگائیے کہ اس روایت میں جسم خدا بھی ثابت کر دیا اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ اس جسم کا مقصد جہنم کی بھوک مٹانا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہاً گر ان افراد نے اور کچھ نہ بھی کیا ہوتا ہے بھی صرف یہی روایت ان کو دوزخ کی سیر کرنے کے لئے کافی ہے۔

## صحیح بخاری کی تیسرا جلد سے

(101): ”متعہ کے لئے حکم رسول“۔

﴿ جلد 3، کتاب النکاح، باب 60، حدیث 106، صفحہ 68. ﴾

”حسن بن محمد نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ اور سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے کہ ہم ایک لشکر میں تھے تو رسول اللہؓ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھے اجازت مل گئی ہے کہ تم متعہ کر سکتے ہو، پس تم متعہ کر لیا کرو، سلمہ بن اکوع نے رسول اللہؓ سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی آدمی اور عورت آپس میں تین (راتوں) تک عشرت کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں اگر وہ اس مدت کے اندر کوئی کمی یا بیشی کرنا چاہیں تو ایسا بھی کر سکتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ معلوم نہیں یہ اجازت ہمارے ساتھ خاص تھی یا عام لوگوں کو بھی اس کی اجازت ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس کے منسون ہونے کو حضرت علیؓ نے بھی اگر یہ مرفوع روایت پیش کر کے واضح کر دیا ہے۔

**نتیجہ:** شیعوں پر متعہ کے مسئلہ پر تعنی وظیر کرنے والے صحیح بخاری کی اس روایت پر غور کریں کہ کتنی وضاحت کے ساتھ پیغمبرؐ نے متعہ کی اجازت دی ہے لیکن روایت کے آخر میں امام بخاری نے حضرت علیؓ کے حوالے سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ متعہ کی اجازت دی مگر پھر اس کو منسون کر دیا سوال یہ ہے اگر بھی نے حکم متعہ کو منسون کر دیا تھا تو امام بخاری کو چاہئے تھا کہ کہ انہیں راویوں کے حوالے سے منسون ہونا ثابت کرتے

جتنے والے سے اجازت متعہ کی روایت درج کی ہے۔ یہ صرف شیعوں کی عدالت ہے جو انہوں نے حضرت علیؑ کا سہارا لیا، کاش حضرت علیؑ کا سہارا اہل بیٹ کی محبت میں اختیار کرتے تو صحیح بخاری، حقیقت میں ”صحیح بخاری ہوتی۔“

### (102): ”رسولؐ کی نکاح سے پہلے عائشہ سے گفتگو۔“

(جلد ۳، کتاب النکاح، باب ۶۵، حدیث ۱۱۲، صفحہ ۷۱)

”عائشہ کا بیان ہے کہ مجھ سے رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر ایک فرشتہ تمہیں لیکر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں، میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا اہٹا کر دیکھا تو تم تھیں۔ پس میں نے (عائشہ نے) کہا، کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ایسا ہو کر رہے گا۔“

**نتیجہ:** اہل نظر فیصلہ کریں کہ اس روایت سے کیا نتیجہ نکالا جائے۔ روایت کے الفاظ سے ثابت ہے کہ نکاح ہونے سے پہلے رسول اکرم عائشہ کو خواب کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ میں نے تمہیں خواب میں اپنی بیوی کے طور پر دیکھا، وہ کہتی ہیں اللہ نے چاہ تو ایسا ہی ہو کر رہے گا۔ کیا معتقد ہیں بخاری یہ بتا میں گے کہ جب حضرت عائشہ رسول خدا سے نکاح کے وقت چھ (۶) سال کی تھیں (جیسا کہ حدیث نمبر ۱۲۰ میں آیا ہے کہ نکاح کے وقت عائشہ کی عمر چھ (۶) سال کی تھی) تو یقیناً نکاح سے پہلے ان کی عمر چار (۴) یا پانچ (۵) سال کی رہی ہوگی، کیا عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ معاذ اللہ ۵۳ برس کے رسول ایک چار (۴) یا پانچ (۵) سال کی بیچ کو ایک خواب کا حوالہ دیکر شادی کے لئے آمادہ کریں

گے۔ دوسرے یہ کہ اگر وہ شادی لاٹ تھیں تو حضرت ابو بکر کی غیرت و شرافت کا کیا ہو گا کہ ان کی شادی لاٹ بیٹی شادی سے پہلے خوابوں کی دنیا میں سیر کر رہی ہے اور خواب کی تعبیر بتا رہی ہے۔

### (103): ”غم میں رنگین کپڑے پہننے کی مناسبتی۔“

(جلد ۳، کتاب الطلاق، باب ۲۰۴، حدیث ۳۱۱، صفحہ ۱۴۶)

”ام عطیہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لئے حلال نہیں ہے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ کرے سوائے خاوند کے، پس نہ وہ سر مال گائے، نہ رنگ دار کپڑا پہنے مگر جو پہلے سے رنگا ہوا ہو امام عطیہ کی دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریمؐ نے خوبصورتی سے منافر میا ہے مگر پاک ہونے کے نزدیک تھوڑی سی قطعی اظفار کا استعمال کر سکتی ہیں۔“

**نتیجہ:** کم سے کم اس روایت سے یہ ثابت ہی ہے کہ سوگ منایا جاسکتا ہے، اور عورت اپنے شوہر کا سوگ تین دن سے زیادہ مناسکتی ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ غم میں مظاہرہ غم کے لئے خوبصورت کرنا، رنگین کپڑوں کا ترک کرنا، سر میں (جو سجن سنور نے کے کام میں آتا ہے) کا ترک کرنا مطالبی حدیث رسولؐ ہے۔ اب اس کو کیا کہا جائے کہ بخاری صاحب اس روایت کو صحیح سمجھ رہے ہیں جس میں عام انسان کا غم عورت مناسکتی ہے مگر بخاری نے ان روایتوں سے منھ موزیلیا جن سے غم امام حسینؑ منانا ثابت ہونا ملتا ہے۔

(104): ”وقتِ وفاتِ نبیؐ کا قلم مانگنا اور عمر کاروکنا۔“

﴿ جلد ۳، کتاب الطب، باب ۳۹۰، حدیث ۶۲۹، صفحہ ۲۴۸ ﴾

”عبداللہ بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ کے وصال کا وقت قریب آیا اور کاشانہ اقدس کے اندر بہت سے حضرات تھے جن میں عمر ابن خطاب بھی موجود تھے، نبیؐ گریمؐ نے فرمایا مجھے لکھنے کا سامان لا کر دوتا کہ میں ایسی تحریر لکھ دوں جس کے باعث میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو گے، عمر نے کہا کہ پیش کرنے کریمؐ درد کی شدت میں ایسا فرمائے ہیں، حالانکہ ان کا دیا ہوا قرآن کریم تمہارے پاس ہے اور اللہ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے۔ اس بات پر اہل بیت اطہار علیهم السلام نے اختلاف کیا، ان کا جھگڑا اس بات پر تھا کہ بعض لوگ کہتے تھے کہ لکھنے کا سامان لا دیا جائے تاکہ نبیؐ گریمؐ ایسی تحریر لکھ دیں کہ اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو، اور بعض وہ کہتے تھے جو عمر نے کہا تھا۔ جب نبیؐ گریمؐ کے حضور بیکار کلام اور جھگڑا ہونے لگا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے پاس سے چلے جاؤ، عبداللہ بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ یہ بڑی مصیبت پیش آئی کہ لوگوں کا اختلاف اور ان کا شور و غل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کا حصہ جانے والی تحریر کے درمیان حائل ہو گیا۔“

**نتیجہ:** معتقدین بخاری! اگر اسی روایت کو آئینہ بناء کر دیکھیں اور اس روایت کے آئینہ پر ڈالی گئی تاویل کی گرد کو ہٹا دیں تو بالکل صاف صاف منظر ہے، اللہ کے رسولؐ کی خلاف ورزی کرنے کی جرأت کرنے والے اور ان کے کلام کے مقصد کو موز نے والے

کوئی اور نہیں بلکہ عمر ابن خطاب ہیں، جو ایک طرف یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس قرآن ہے جو ہمیں کافی ہے، سوال یہ ہے کہ جس کتاب کا حوالہ دیکروہ رسولؐ کو قلم اور کاغذ دئے جانے سے روک رہے تھے اسی کتاب میں یہ آیت بھی موجود ہے کہ ”جو رسولؐ دیں اسے لے لواور جس سے روک دیں اس سے روک جاؤ۔“

اس روایت میں قرآن کو کافی کہنے والا قرآن کی اس آیت کے بعد بھی رسولؐ کی اس تحریر کو (جو رسولؐ تحریر کر کے دینا چاہتے تھے) نہ خود لینا چاہتا ہے اور نہ لوگوں تک اس تحریر کو پہنچنے دینا چاہتا ہے۔ ظاہری بات ہے اس سے رسولؐ کو اذیت ہوئی اور اتنی اذیت ہوئی کہ رسولؐ نے اپنے پاس سے چلے جانے کا حکم دیا۔ یہ اذیت دینے والے بھی عمر ابن خطاب تھے، نہ انہوں نے روکا ہوتا نبیؐ کے حجرے میں شور و غل ہوتا اور نہ رسولؐ کو اذیت ہوتی۔ بہر حال اس روایت سے ثابت ہے کہ رسولؐ کو اذیت عمر ابن خطاب کے سبب سے پہنچی وہی جو قرآن کو کافی کہہ رہے تھے۔ حالانکہ اسی قرآن میں یہ بھی آیت موجود ہے کہ جو رسولؐ کو اذیت پہنچائے وہ اللہ کی لعنت اور عذاب دونوں کا مستحق ہے۔ عمر ابن خطاب کے اس عمل سے رسولؐ کو اذیت پہنچنے کے ساتھ ساتھ بقول ابن عباسؓ یہ ایک بہت بڑی مصیبت تھی کیوں کہ وہ تحریر جو نبیؐ لکھنا چاہتے تھے وہ نہ لکھی جاسکی۔ اور ظاہر ہے اگر وہ تحریر لکھ دی گئی ہوتی تو گمراہی نہ ہوتی، نتیجہ یہی ہے کہ گمراہی کا سبب نبیؐ کی تحریر کو روک دیا جانا ہے اور تحریر کو روکنے کا سبب کوئی اور نہیں بلکہ یہی جناب فاروق تھے۔ اہل عقل سوچیں کہ مسلمانوں کی گمراہی کا ذمہ دار قیامت تک کون رہے گا؟

## (105): "سبب وفات رسول اکرم؟"

﴿ جلد ۳، کتاب الطب، باب ۴۱۶، حدیث ۶۶۵، صفحہ ۲۶۰ ﴾

"عبداللہ بن عبد اللہ نے حضرت ابن عباسؓ اور عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی مسیحؐ کے وصال کے بعد ابو بکرؓ نے آپ کو یوسف دیا، عبد اللہ کا بیان ہے کہ عائشہؓ نے فرمایا کہ تکلیف کے دوران ہم نے حضورؐ کے منھ میں دوائی رکھ دی تھی جب کے آپ ہمیں دوائی نہ رکھنے کا اشارہ فرماتے رہے، چنانچہ ہم نے کہا کہ یہ اسی طرح ہے جیسے ہر مریض دوائے نفرت کرتا ہے جب آپ کو افادہ ہوا تو فرمایا کیا میں نے تمہیں نہیں کیا تھا کہ میرے منھ میں دوائی نہ رکھو، ہم عرض گزار ہوئے کہ ہم نے اسے مریض کی دوائے نفرت پر محمول کیا تھا، فرمایا کہ گھر میں کوئی باقی نہ رہے بلکہ سب کے منھ میں دوائی ڈالا اور میں دیکھوں گا، مساوئے عباس کے کیوں کہ وہ تمہارے درمیان موجود نہ تھے۔"

**نتیجہ:** بہت ہی پراسراری کی روایت ہے اور ایسی ہی روایتیں بخاری میں کئی بھی پڑیں مثال کے طور پر دوسری جلد، کتاب المغازی، حدیث نمبر ۱۵۷۶، صفحہ ۲۰۲ پر بھی یہ روایت موجود ہے کہ رسول اللہ منع کر رہے ہیں اور حضرت عائشہ جبراً نہیں دوادے رہیں ہیں اور دوائے کھانے کے بعد پھر رسولؓ کا ناراضگی کا مظاہرہ کرنا اور پھر یہ کہنا کہ عباس کو چھوڑ کر سب کو یہ دوادو، روایت کے لفظوں میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جیسے مریض دوائے ڈرتا ہے ویسے ہی معاذ اللہ رسولؓ ڈر رہے تھے، حالانکہ اگر بات کسی اور کی ہوتی تو وجہ قابل قبول بنتی لیکن اللہ کے رسولؓ کا عام مریض جیسی حرکت کرنا

عقل گوارہ نہیں کرتی۔ یقیناً وہ دوا کے علاوہ کوئی نظر شے تھی ورنہ رسولؓ کا یہ کہنا کہ عباس کو چھوڑ کر سب کو پلاو اس بات پر دلالت ہے کہ اگر یہ دوا ہے تو تم بھی کھا کر دکھاؤ؟ بہر حال روایت پڑھنے کے بعد اس دوا کو اگر ہم زہر سے تعبیر کریں تو ہماری غلطی نہیں ہے کیوں کہ روایت ہماری نہیں ہے ”امام بخاری“ کی ہے اور راوی بھی ہمارا نہیں ہے بلکہ عائشہؓ ہیں۔

(106): ”عائشہؓ رسولؓ سے ناراض ہوتی تھیں تو ان کا نام نہیں لیتی تھیں۔“

﴿ جلد ۳، کتاب الادب، باب ۶۱۹، حدیث ۱۰۱۲، صفحہ ۳۶۹ ﴾

”عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسولؓ نے فرمایا کہ تمہاری رضا مندی اور ناراضگی کو میں پہچان لیتا ہوں، عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! آپ اس بات کو کیسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا کہ جب تم راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو کیوں نہیں محمدؐ کے رب کی قسم، اور جب تم ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں ابراہیم کے رب کی قسم، ان کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوئی، اس وقت بھی میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔“

**نتیجہ:** ہم اس سے پہلے ایک روایت نقل کر چکے ہیں جو اسی صحیح بخاری میں کئی بھی پر موجود ہے جس میں ابن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ عائشہؓ نے حضرت علیؓ کا نام لینا گوارہ نہیں کیا شاید یہ بات دوسروں کے لئے حیرت کی ہوتی اگر یہ روایت جو اوپر پیش کی گئی سامنے نہ ہوتی۔ اس روایت کے پڑھنے کے بعد عائشہؓ کا مزاج بہت آسانی سے سمجھ میں آ جاتا ہے کہ یہ ان کی ناراضگی پر انی ادا ہے کہ یہ جس سے ناراض ہوتی ہیں اس کا نام لینا

تک گوار نہیں کرتی تھیں اور حدیہ ہے کہ یہ بھی خیال نہیں کرتی تھیں کہ جس کے نام کو زبان پر لانے سے گریز کر رہی ہیں وہ اللہ کا رسول ہے یا اللہ کا ولی ہے۔ اگر یہ روایت بیان کرنے والا کوئی اور ہوتا تو شاید کچھ شک کی گنجائش تھی مگر خود عائشہ نے روایت بیان کر کے یہ ثابت کر دیا کہ یہ اس رسول تک سے ناراض ہو جاتی تھیں جس سے ناراض ہونا جہنم کو دعوت دینا ہے۔

### (107): ”عائشہ کا رسول“ کے ساتھ حیلہ کرنا۔

﴿جلد 3، کتاب الحیل، باب 1056، حدیث 1860، صفحہ 678﴾

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ عائشہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کی چیزوں اور شہد کو پسند فرماتے تھے اور جب آپ نمازِ عصر پڑھ لیتے تو اپنی ازواج کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کے قریب ہو باتے چنانچہ جب آپ حصہ کے پاس تشریف لے گئے تو معمول سے زیادہ ہٹرے چنانچہ میں نے (عائشہ نے) اس بارے میں آپ سے دریافت کیا تو مجھے بتایا کی حصہ کی کسی قومی عورت نے ان کے لئے شہد کی کپی بھیجی تھی اور انہوں نے رسول اللہ کو اس میں سے پلایا، میں نے (عائشہ نے) اپنے دل میں کہا کہ خدا کی قسم میں اس بارے میں ضرور کوئی حیلہ (مکاری) کروں گی پس میں نے سودہ سے اس کا ذکر کیا میں نے کہا جب حضور آپ کے پاس تشریف لائیں اور قریب ہوں تو ان سے عرض کرنا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ نے مخالف (بد بودار حلوب) کھایا ہے پس حضور ان کا فرمائیں گے تو عرض کرنا کہ تو پھر یہ بد بوكی ہے؟ اور رسول اللہ کو یہ بات بہت گران گزرے گی کہ ان

سے بدبو آئے چنانچہ حضور یہ ضرور فرمائیں گے کہ مجھے حصہ نے شہد کا شربت پلایا ہے، پس عرض کرنا کہ شائد کبھی نے غرفت عرق چوسا ہو گا اور میں بھی یہی کہوں گی اور اے صفیہ آپ بھی یہی کہنا جب حضور سودہ کے پاس تشریف لائے تو سودہ کا بیان ہے کہ اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبد نہیں کہ حضور ابھی دروازے پر ہی تھے کہ آپ کے پاس خاطر سے میرا راہ ہوا کہ میں وہ بات کہہ دوں جو آپ نے مجھ سے کہی تھی جب رسول اللہ قریب ہوئے تو میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے مغافر کھایا ہے؟ فرمایا کہ نہیں، میں عرض گزار ہوئی کہ پھر یہ بد بوكی ہے؟ فرمایا کہ مجھے حصہ نے شہد کا شربت پلایا ہے میں نے کہا ہو سکتا ہے شہد کی کبھی نے غرفت چوسا ہو جب آپ میرے (عائشہ) پاس تشریف لائے تو میں نے بھی ایسا ہی کہا اور جب صفیہ کے پاس تشریف فرمایا تو اسے تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا، پس جب حضور حصہ کے پاس تشریف لے گئے اور انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو اس میں سے پلاوں؟ فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے ان کا بیان ہے کہ سودہ فرماتی سبحان اللہ ہم نے اسے حضور کے لئے حرام کر دیا میں نے کہا کہ خاموش رہئے۔

**نتیجہ:** اہل نظر زر اندازہ لگائے کہ وہ ازواج رسول بجنہیں مومنین کی ماں کے لقب سے آج تک یاد کیا جاتا ہے وہ ایسی حرکتیں فرمائی ہیں جو شاید عام مومنین کی یوں یا بھی مومنین کے ساتھ بھی نہ کریں۔ یقیناً سوتونوں کا حسد اپنی جگہ پر ہے مگر انصاف کریں کہ اس روایت سے یہ انداز ہوتا ہے کہ عائشہ اور انکی ہمتوں ازواج رسول کے دلوں میں زرہ برابر بھی نہ خوف خدا تھا اور نہ احترام رسول۔ اور معتقدین بخاری سے یہ بھی سوال ہے کہ تم

روایت کو پڑھ کر عائشہ اور ان کی ہمتوں ازواج کا احترام کس بنیاد پر کریں۔ اور روایت کے آخر میں سودہ کا یہ کہنا کہ سبحان اللہ، ہم نے اسے رسول کے لئے حرام کر دیا، یہ جملہ قابل غور اور دعوت فکر دیتا ہے کہ جو عورتیں رسول کے لئے حلال چیز کو حرام بنادیں پر فخر کر رہی ہوں اگر انہوں نے حضرت خدیجہ اور ان کی اولاد کی عداوت میں بعد رسول شریعت کے دیگر احکام کے ساتھ کھلواڑ کئے ہوں تو حیرت کیا ہے؟

(108): "اصحاب رسول قیامت میں حوض کوثر سے دور کئے جائیں گے۔"

﴿ جلد 3، کتاب الفتنه، باب - 1106، حدیث - 1932، صفحہ 713 ﴾

"ابوالائل نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ بنی کریمؐ نے فرمایا میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمه ہوں، میرے پاس تم میں سے کچھ لوگ لائے جائیں گے؛ یہاں تک کہ جب میں انہیں پانی پلانے کے لئے جگنوں گا تو انہیں گھیٹ کر مجھ سے دور کر دیا جائے گا، پس میں عرض کروں گا کہ اے رب! میرے ساتھی (اصحاب)، فرمایا جائے گا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا نیاراستہ ایجاد کیا۔"

**نتیجہ:** اسی طرح کی روایتیں دوسری جلد میں بھی موجود ہیں اور اس کتاب الفتنه میں حدیث نمبر ۱۹۳۱، ۱۹۳۳ میں بھی یہی موجود ہے، میں نہیں سمجھتا کہ تمام اصحاب کو عقیدت کا مرکز بنانے والے اتنے بھولے ہیں کہ ان حدیثوں کو پڑھنے کے بعد بھی نہ سمجھ پائیں کہ حقیقت کیا ہے، مگر عداوت اہل بیتؐ میں یہ جو نہ کر لیں وہ کم ہے، یہ عداوت علیؐ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ معقدین بخاری، اس روایت کو پڑھنے کے بعد اپنے اُس باطل

عقیدے کو بھی چھوڑ دیں جس میں ان کا مانتا ہے کہ "رسولؐ کے بھی اصحاب قابل احترام ہیں، ان میں سے کسی کی بھی پیروی کرنے سے نجات مل جائے گی"۔ اس طریقہ کا عقیدہ رکھنے والوں سے میں یہ کہتا ہوں کہ صحیح بخاری کی اس روایت کے آئینہ میں (جو اپر پیش کی گئی) خود اصحاب کو تو نجات مل نہیں پا رہی ہے تو وہ دوسروں کو کیا خاک نجات دلائیں گے۔ اور ہمارا اس بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ ایسے اصحاب کی پیروی کرنے سے ایک چیز بہت آسانی سے مل سکتی ہے اور وہ ہے "جہنم۔ بقول عین الباریؐ"۔

وہ جو مومن تھا اسے تو تم نے کافر کہہ دیا  
وفن اس کو کر دیا جس کو جلانا چاہئے تھا۔

(109): "یزید کی وکالت۔"

﴿ جلد 3، کتاب الفتنه، باب - 1127، حدیث - 1984، صفحہ 732 ﴾

"ایوب کا بیان ہے کہ نافع نے کہا کہ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی تو ابن عمر نے اپنے ساتھیوں اور لڑکوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ میں نے نبیؐ کریمؐ کو فرماتے ہوئے سنائے کہ ہر دغا باز کے لئے قیامت کے روز ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا اور پیشک ہم نے اس آدمی کے ہاتھ پر اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے بیعت کی اور میں نہیں جانتا کہ اس سے بڑھ کر کوئی دھوکا بازی ہو کہ کسی آدمی کے ہاتھ پر بیعت کی جائے کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے ہے پھر اس کے ساتھ لڑنے کی ٹھانی جائے اور میں

نہیں جانتا کہ تم میں سے جو شخص اس کی بیعت توڑے گایا کسی دوسرے سے بیعت خلافت کرے گا، مگر میرے اور اس کے درمیان جدائی کا فاصلہ ہے۔“

**نتیجہ:** اس روایت کے آئینہ میں امام بخاری اور عبد اللہ بن عمر دونوں کا چہرا بہت ہی واضح ہو جاتا ہے، امام بخاری نے اس روایت کو لکھ کر اور عبد اللہ بن عمر نے یزید کی وکالت کر کے اپنے یزیدی ہونے کا کھلا ہوا اعلان کر دیا رہی بات ابن عمر کی حدیث رسول ننانے کی تو نبی نے جن بیعت توڑنے والوں کی مذمت کی ہے وہ کوئی اور نہیں بلکہ خود ابن عمر کے باپ یہی اور وہ اصحاب رسول یہی جنہوں نے غدری میں مولا علی کے ہاتھوں پر کی گئی بیعت کو توڑ کر سقیفہ میں بیعت ابو بکر کر لی۔

(110): ”رسولؐ کی زندگی میں کسی کام نماز پڑھانا دلیل خلافت نہیں ہے۔“

﴿جلد 3، کتاب الاحکام، باب 1159، حدیث 2044، صفحہ 756﴾

”نافع کا بیان ہے کہ ابن عمر نے انہیں بتاتے ہوئے فرمایا کہ سالم (غلام ابو حذیفہ) مہاجرین اولین اور نبی گریم کے دیگر اصحاب کی مسجد قبا میں امامت کا فریضہ ادا کیا کرتے تھے اور مقتدیوں میں ابو بکر، عمر، ابو سلمہ، یزید اور عامر بن ربعہ بھی ہوتے تھے۔“

**نتیجہ:** اس موقع پر میں نے اس روایت کو اس لئے پیش کیا تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ ضروری نہیں کہ نبی مجسکو نماز پڑھانے کو کہیں وہ خلیفہ رسول بنادیا جائے اس لئے کہ اس سے پہلے بخاری صاحب نے کئی جگہ پر اس روایت کو نقل کیا ہے جس میں عائشہ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے اپنی بیماری کے وقت ابو بکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور اسی روایت

کو دلیل خلافت ابو بکر بنادیا جاتا ہے حالانکہ اس روایت میں اگر یہ ہے کہ رسولؐ نے ابو بکر کو نماز پڑھانے کے لئے کہا تو یہ بھی ہے کہ خود رسولؐ بھی پیچے سے پیچھے گئے اور ابو بکر کو مسند امامت سے ٹھنپا پڑا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبیؐ نے زبانی طور پر امام بنادیا اور عملی طور پر ہٹادیا، خیر اس روایت میں ابو حذیفہ کو مسجد قبا کی امامت کرتے دکھایا گیا ہے اور کئی صحابیوں کو ابو بکر اور عمر سمیت ان کے پیچھے نماز پڑھتے دکھایا گیا ہے اگر ابو بکر کے پیچھے لوگوں کا نماز پڑھنا، ابو بکر کے خلیفہ ہونے کا ثبوت ہے تو جس غلام کے پیچھے ابو بکر اور عمر نے نبیؐ کی زندگی میں نماز پڑھی ہو اسے خلافت کی فہرست سے کیوں نکال دیا گیا؟

(111): ”حدیث رسولؐ کہ اگر ابو بکر کو خلیفہ بنادوں گا تو اللہ رکاوٹ ڈال دے گا۔“

﴿جلد 3، کتاب الاحکام، باب 1185، حدیث 2081، صفحہ 772﴾

”قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ عائشہ نے کہا ہائے سر پھٹا، چنانچہ رسول اللہ نے فرمایا اگر تم مرجاً اور میں زندہ رہا تو تمہاری بخشش کی دعا کروں گا، عائشہ عرض گزار ہوئیں کہ اگر میری ماں مجھ کو گم کر دے اور خدا کی قسم میرا یہ خیال ہے کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اور اگر ایسا ہوا تو اسی روز شام کو آپ اپنی کسی دوسری بیوی سے دل بھلار ہے ہوں گے چنانچہ نبی گریم نے فرمایا کہ بلکہ میں ہائے سر پھٹا کہوں گا۔ پیشک میں نے تو پکا ارادہ کر لیا تھا کہ ابو بکر اور ان کے صاحب زادے کو بلا کر خلافت کا عہدلوں تاکہ کہنے والے کہتے رہیں اور تمنا کرنے والے تمنا کرتے پھریں، پھر میں نے دل میں کہا، اللہ تعالیٰ اے

نہیں مانے گا اور مسلمان اس میں رکاوٹ ڈالیں گے، یا اللہ تعالیٰ اس میں رکاوٹ ڈالے گا، اور مسلمان نہیں مانیں گے۔

**نتیجہ:** یوں تو اس حدیث کو اس لئے نقل کیا گیا ہو گاتا کہ ابو بکر کو حقدار خلافت بتایا جائے مگر یہ بالکل طبعی بات ہے کہ اہل بیت رسالت کی عدالت عقولوں کو کھا جاتی ہے چنانچہ ابو بکر کی خلافت تو ثابت نہیں ہوئی ہاں مزاج عائشہ سے کچھ اور واقعیت ہو گئی کہ وہ رسول سے کہہ رہی ہیں کہ آپ چاہتے ہیں کہ میں مر جاؤں اور اگر ایسا ہو جائے گا تو آپ دوسری بیویوں کے ساتھ شام گزاریں گے۔ (استغفار اللہ) وہ افراد جو یہ دلیلیں پیش کیا کرتے ہیں کہ رسول کریم عائشہ کو قیامت کی حد تک چاہتے تھے، وہ اس جملہ کو پڑھنے کے بعد کیا فیصلہ دیں گے اور وہ جس محبت کا دعویٰ پیش کرتے ہیں وہ صحیح بخاری کی اس روایت سے کیسے ثابت ہو گی اور آگر کسی طور پر وہ رسول کا عائشہ کو چاہنا ثابت بھی کر دیں تو عائشہ کی رسول سے محبت پر یقین کیسے ثابت کریں گے۔ بہر حال روایت ابو بکر کی خلافت کو ثابت کرنے کے لئے گردھی گئی لیکن ’کچھ نہ دوانے کام دیا‘ کیوں کہ روایت سے خلیفہ بننا تو ثابت نہیں ہوتا، بلکہ یہ ضرور ثابت ہو رہا ہے کہ رسول نے ابو بکر کو خلیفہ اس لئے نہیں بنایا کیوں کہ اگر وہ بنادیں گے تو اللہ انہیں نہیں مانے گا اور رکاوٹ ڈالے گا۔ کیا امام بخاری بتائیں گے کہ آخر اللہ کا مزاج شیعوں جیسا کیوں ہے؟

(112): ”عمر کی گواہی کہ رسول اللہ نے ابو بکر کو خلیفہ نہیں بنایا تھا۔“

﴿جلد ۳، کتاب الاحکام، باب ۱۱۸۵، حدیث ۲۰۸۲، صفحہ ۷۷۳﴾

”عروہ بن زیبر کا بیان ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ عمر سے کہا گیا، آپ اپنا جانشین کیوں مقرر نہیں فرماتے؟ فرمایا کہ اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں گا تو ابو بکر جو مجھ سے بہتر تھے وہ خلیفہ مقرر کر گئے تھے اور اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو مجھ سے جو بہتر تھے یعنی رسول اللہ انہوں نے خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا، پھر لوگ ان کی تعریف کرنے لگے تو فرمایا کہ یہ رغبت اور ڈر سے ہے، میں تو چاہتا ہوں کہ اس معاملے میں برابری کی سطح پر چھکارا پا جاؤں، نہ ثواب ملے نہ عذاب، لہذا زندگی میں یا بعدِ وفات کیوں اس ذمہ داری کا بوجہ اٹھاؤں۔“

**نتیجہ:** وہ افراد اس روایت کو غور سے پڑھیں جو ابو بکر کی خلافت کا ذمہ دار رسول کو بتاتے ہیں، بہت وضاحت سے عمر ابن خطاب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ابو بکر کو رسول نے مقرر نہیں کیا تھا۔ ہاں انہوں نے یہ اقرار ضرور کیا کہ ان کو (یعنی عمر) ابو بکر نے نام زد کیا تھا لیکن خود عمر کسی کو نام زداں لئے نہیں کرنا چاہتے تھے کہ نام زد کرنا ابو بکر کی سنت ہے اور خلیفہ نام زد نہ کرنا رسول کی سنت ہے۔ اب کیا کہنے گا ابو بکر اور عمر میں کون بہتر ہے جو سنت رسول کی مخالفت کرے وہ یا پھر جو مطابقت کرے؟ ہماری نظر میں تو دونوں نے مخالفت سنت رسول کی ہے۔ ابو بکر نے عمر کو بنانا کر خلاف سنت عمل کیا تو خود عمر نے سیفیہ میں ابو بکر کو بنوا کر خلاف سنت عمل کیا۔ حیرت کی بات ہے جو خلاف سنت ہوں وہی اہل

ست کے رہنماییں۔

(113): ”رسول اللہ کے جانشین بارہ ہیں۔“

(جلد 3، کتاب الاحکام، باب 1186، حدیث 2086، صفحہ 774)

”جابر بن سمرہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریمؐ کو فرماتے ہوئے سنا کی امیر (بادشاہ) بارہ ہوں گے، اس کے بعد آپؐ نے ایک لفظ فرمایا جو میں سن نہ سکا، میرے والدِ ماجد نے بتایا کہ آپؐ نے فرمایا: سب قریش سے ہوں گے۔“

**نتیجہ:** اسے کہتے ہیں حق کا باطل کی زبان پر آنا، کتنی وضاحت کے ساتھ حدیث ہے کہ امیر بارہ ہوں گے، اگر اس حدیث سے خلفاء راشدین مراد لئے جائیں تو ان کی تعداد چار سے آگے نہیں بدھتی اور اگر ان خلفاء کے ساتھ اموی خلفاء کو شامل کیا جائے تو ان کے آخری خلیفہ مروان ابن محمد پر خلفاء کی تعداد سترہ (۷۱) ہوتی ہے اور اگر صرف اموی خلفاء مان لئے جائیں تو بھی ان کی تعداد تیرہ (۱۳) ہوتی ہے، اس لئے یہ مانا پڑے گا کہ اس حدیث سے مراد صرف اور صرف ہمارے بارہ امام ہیں، یہ الگ بات ہے کہ مترجم نے امیر کا ترجمہ بادشاہ کیا ہے جو کسی طور قابل قبول نہیں ہو سکتا لیکن ترجمہ تارہ ہے کہ آج تک بنی امیہ اور بنی عباس کی بادشاہی کس قدر ذہنوں پر اثر انداز ہے، بہر حال حق نہ ک تو ادا کرنا ہی چاہئے، روایت کے آخر میں راوی کا بیان ہے کہ میں سن نہ سکا میرے والد نے بتایا کہ نبیؐ نے کہا تھا کہ وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔ راوی نے سب کچھ سن اگر آخر کا نہیں سن پائے، کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے۔